عمران سیریز

جلد نمبر 7

قاصد کی تلاش

22 - قاصد کی تلاش

23 - رائی کا پربت

24 - پاگل کتے

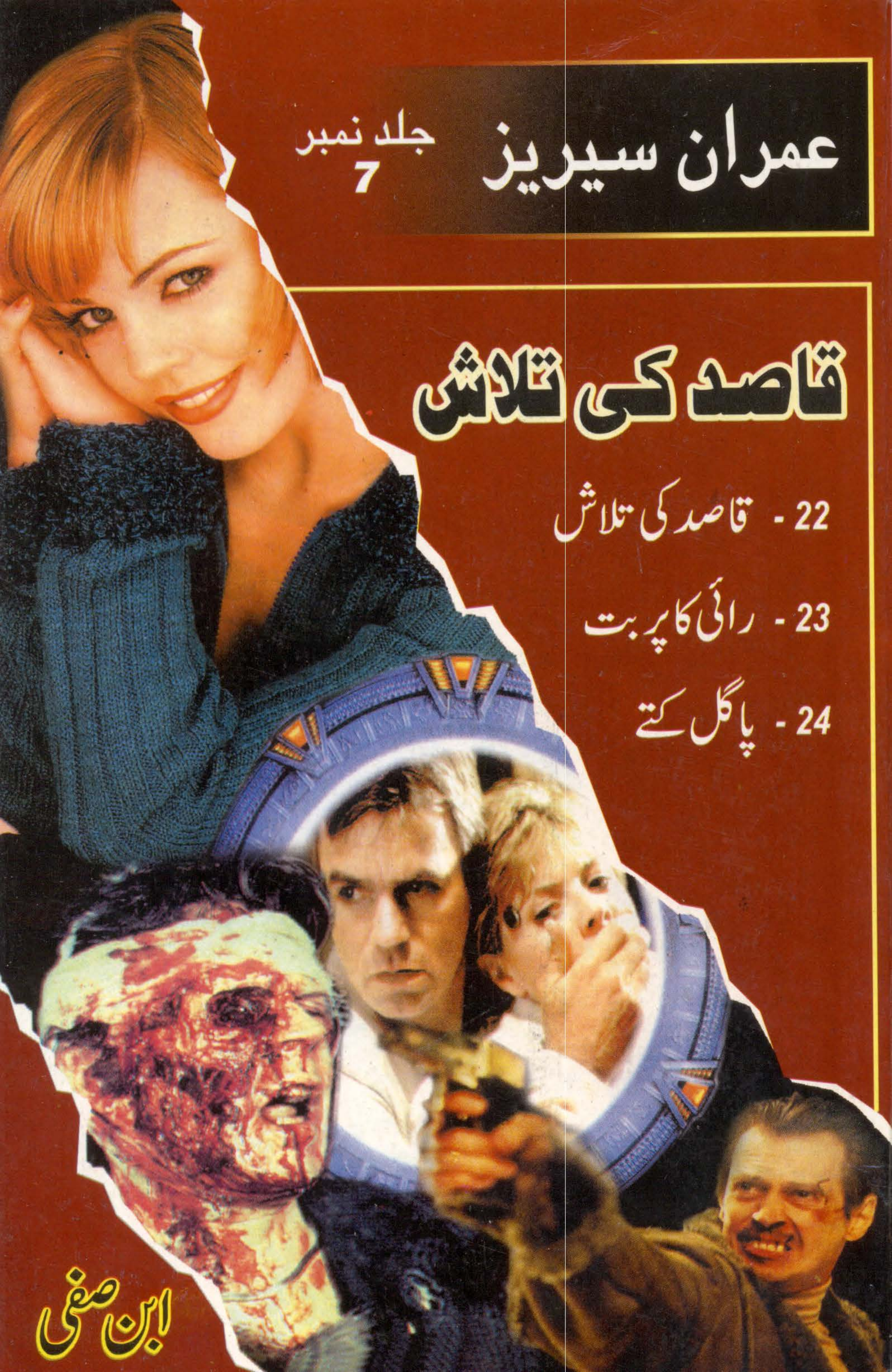

ابن صفی

عمران سیریز

جلد نمبر 7

22	قاصد کی تلاش
23	رائی کا پربت
24	پاگل کتے

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر .... خالد سلطان
پرنٹر .... یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز
الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970

عمران سیریز نمبر 22

قاصد کی تلاش

(مکمل ناول)

پیشرس

عمران کا بائیسواں کارنامہ ملاحظہ فرمایئے!.... اور یقین کیجئے کہ یہ جملہ لکھنے کے بعد تقریباً آدھے گھنٹے تک دوسرے جملے کا انتظار کرنا پڑا ہے۔ پیشرس لکھتے وقت ہمیشہ میرا قلم لنگڑانے لگتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھا جائے... دشواری یہ آپڑی ہے کہ اب آپ نے پیشرس کے دلچسپ ہونے پر بھی زور دینا شروع کر دیا ہے.... ہو سکتا ہے کچھ دنوں بعد فرمائیں کہ کتاب کا پہلا اور دوسرا صفحہ بھی دلچسپ ہونا چاہئے، وہ بڑی کٹھن منزل ہو گی۔ آپ خود سوچئے کہ میں اُن دونوں صفحات کو کیسے دلچسپ بنا سکوں گا، مگر نہیں ٹھہریئے! یہ کوشش کروں گا.... مثلاً (پہلا صفحہ)

☆ عمران سیریز کا فلاں تحیر خیز اور قہقہہ انگیز ناول... مزہ نہ آئے تو ایمان دھرم سے لکھ دینے پر آدھی قیمت واپس۔

☆ خدا کی قسم اس ناول کا نام "قاصد کی تلاش" ہے۔

☆ مصنف ابن صفی (بی اے) کے دم چھلے سمیت.... خدا رحم کرے اس ذہنیت پر،

☆ دفتر اس کھیت میں پایا جاتا ہے جہاں آدمیوں کی کاشت ہوتی ہے، مزید آسانیوں کے لئے قبرستان بھی قریب ہے۔

(دوسرا صفحہ)

☆ جملہ حقوق بالکل محفوظ ہیں.... اگر یقین نہ آئے تو دفتر آکر زبانی پوچھ جایئے۔ آمد و رفت کا کرایہ ہمارے ذمہ۔

☆ بھارت میں حقوق اشاعت عباس حسینی صاحب کے نام ہیں یقین نہ آئے تو انہیں ایک بیرنگ خط بھیج کر دریافت کر لیجئے اور اس وقت تک بیرنگ

خطوط بھیجتے رہئے جب تک جواب نہ آجائے۔

☆ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہا جاتا ہے کہ اس ناول کے نام، مختلف کردار اور کہانی سے تعلق رکھنے والے اداروں کے نام قطعی فرضی ہیں اگر اس حلفیہ بیان پر آپ کو یقین نہ آئے تو صبر کیجئے۔

☆ قیمت ایک روپیہ سے ایک پیسہ کم نہ ہوگی۔ بھئی کا پہر ہے بور نہ کیجئے۔

☆ زر سالانہ مع رجسٹری خرچ مبلغ گیارہ روپے (لائبریریوں سے مبلغ پانچ روپے زائد یعنی سولہ روپے کیونکہ لائبریری والے ایک روپیہ سے نہ جانے کتنے روپے بنالیتے ہیں۔

☆ ممالک غیر سے سترہ شلنگ (ہمیں نہیں معلوم کہ ایک روپے میں کتنے شلنگ ہوتے ہیں اللہ کے بھروسے پر سترہ شلنگ لکھ دیئے جاتے ہیں۔)

☆ بیچارے ابن صفی پرنٹر پبلشرز (شامت اعمال سے) نے دفتر سے فلاں پریس تک کئی روز جوتیاں چٹخانے کے بعد بہزار دقت چھپوایا اور فلاں فلاں مقام سے رو رو کر شائع کیا.... رویا اس لئے کہ ہر جزو کا ایک آدھ صفحہ ضرور اڑا ہوا نظر آیا۔ پریس والوں سے شکایت کی تو بولے کہ کتابت درست نہیں تھی۔ کاتب سے کہیئے کہ گاڑھی روشنائی استعمال کرے، کاتب تک ان کا پیغام پہنچایا تو بڑی حیرت سے بولے کہ ارے آپ اس پریس میں چھپواتے ہیں وہاں تو ساری مشینیں چوپٹ ہیں، میں اتنی گاڑھی روشنائی استعمال کرتا ہوں کہ اگر آپ کے چہرے پر اس کا پلاسٹر کر دیا جائے تو کم از کم چھ ماہ تک آپ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔

بس ختم کرتا ہوں، اس پیشرس کو اپنا سر پیٹ کر، خدا آپ کو بھی صبر کی قوت عطا فرمائے۔ آمین۔

ابن صفی

۲۰/اگست ۱۹۵۷ء

ستار ہی بج رہا تھا... روشی کا پسندیدہ ساز... اس کا خیال تھا کہ مشرقی سازوں میں ستار سے بہتر اور کوئی نہیں ہے لیکن وہ اس وقت ایسا بُرا منہ بنائے بیٹھی تھی جیسے اسے کسی قسم کی سزا دی گئی ہو۔
بجانے والا کوئی ایرا غیرا نہیں تھا.... بلکہ وہ شخص تھا جو بجانے کے ساتھ ساتھ نچانا بھی جانتا تھا.... تگنی کا ناچ.... لیکن فی الحال وہ صرف ستار بجا رہا تھا اور روشی بیٹھی بسور رہی تھی۔
یہ عمران تھا.... ستار پر اس کی انگلیاں بجلی کی طرح کوندتی پھر رہی تھیں لیکن وہ نغمہ جو اس کے تاروں سے منتشر ہو رہا تھا اس سے یا تو بھینس محظوظ ہو سکتی تھی یا مینڈکوں کو اس پر حال آسکتا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ بطخیں بھی اسے پسند کر نکلتیں لیکن روشی نہ تو بھینسوں کی طرح جگالی کر سکتی تھی نہ مینڈکوں کی طرح برسات کی راتیں حرام کر سکتی تھی اور نہ بطخوں کی طرح انڈے دے سکتی تھی۔ البتہ یہ ضرور کر سکتی تھی کہ عمران سے ستار چھین کر اسی کے سر پر توڑ دیتی۔
"ارے بند کرو.... ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گی۔" وہ دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر چیخی۔
عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ستار رکھ دیا اور دروازے کی طرف چھلانگ لگائی۔ دروازہ اتنی بدحواسی کے ساتھ بند کیا جیسے مویشیوں کے اندر گھس آنے کا خدشہ رہا ہو۔
"ٹھیک ہے۔" اس نے خوفزدہ انداز میں روشی سے پوچھا۔

"کیا ٹھیک ہے۔"

"بند کر دیا۔"

"میں نے ستار بند کرنے کو کہا تھا۔"

"اس میں دروازے نہیں ہیں۔" بہت سادگی سے جواب دیا گیا۔

"کیا میں یہاں نہ آیا کروں۔" روشی نے جھلا کر کہا۔

"آیا کرو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"یہ تم ستار کیوں خرید لائے ہو۔"

"سلیمان" عمران نے ہانک لگائی اور سلیمان پہلی ہی آواز پر کمرے میں تھا۔

"ابے میں یہ ستار کیوں خرید لایا ہوں۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

"میں کیا جانوں جناب۔"

"ہائیں.... پھر کون جانے گا....اب کیا میں راہگیروں سے پوچھتا پھروں کہ ستار نے مجھے کیوں خریدا تھا۔"

"میم صاحب کو سنانے کے لئے خریدا تھا۔" سلیمان نے روشی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا بکتا ہے۔" روشی دھاڑی۔

"مر گیا بے موت۔" سلیمان ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑایا۔ پھر یک بیک اچھل کر بولا۔

"آہا.... صاحب اب یہاں مکھیاں نہیں ہیں۔"

"کیا مطلب۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"جب یہاں مکھیاں تھیں تو آپ ستار نہیں بجاتے تھے۔"

"پتہ نہیں کیا بک رہا ہے۔" عمران نے روشی کی طرف دیکھ کر حیرت سے کہا۔

اتنے میں فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے جھپٹ کر ریسیور اٹھالیا.... سلیمان تو گھنٹی بجتے ہی کھسک گیا تھا اور روشی ستار کے تار ڈھیلے کرنے لگی تھی۔

"بلیک زیرو سر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا خبر ہے۔"

"بہت بُری خبر جناب۔ سوٹ کیس میں کاغذات کی بجائے ایک نوزائیدہ بچے کی لاش تھی۔"

سوٹ کیس کس نے کھولا تھا۔"

"دفتر خارجہ میں کھولا گیا تھا۔"

"میں پوچھ رہا ہوں کس نے کھولا تھا اور جب کھولا گیا تھا تو وہاں کون کون موجود تھا۔"

"اسسٹنٹ سیکریٹری مسٹر صدیقی نے کھولا تھا۔ ان کے علاوہ وہاں اور کوئی موجود نہیں تھا۔"

"لیکن تمہیں اس کی اطلاع کیسے ہوئی۔"

"دفتر خارجہ میں ہر ایک کی زبان پر یہ کہانی ہے۔"

"ہوں.... اچھا.... اب تم کسی طرح وہ سوٹ کیس حاصل کرنے کی کوشش کرو.... مگر دیکھو.... اگر یہ کہانی اخبارات میں نہ آنے پائے تو بہتر ہے۔"

"کوشش کروں گا جناب۔"

"تم کیا کوشش کرو گے۔ ٹھہرو.... یہ بتاؤ کہ واقعہ کتنی دیر پہلے کا ہے۔"

"میرے خیال سے اسے پانچ یا چھ گھنٹے ہو چکے ہیں۔"

"بہت دیر ہو گئی.... اچھا دیکھو شام کے سارے اخبارات جس منزل میں بھی ہوں، انہیں وہیں رکوا دو۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے یہ ضرور معلوم کر لینا کہ یہ خبر ان میں آگئی ہے یا نہیں۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"عمران نے سلسلہ منقطع کر کے وزارت خارجہ کے سیکریٹری سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے۔"

"ہیلو" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سر سلطان سے کنکٹ کرو۔" عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کیجئے۔"

عمران ریسیور اٹھائے سر سلطان کا منتظر رہا۔

"ہیلو...." کچھ دیر بعد آواز آئی۔

"میں عمران ہوں جناب۔"

"اوہ.... کیوں.... ہاں بھئی.... کیا یہ اسی سوٹ کیس کا قصہ ہے۔"

"جی ہاں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ بات مشہور کیوں کی گئی۔"

"صدیقی کی حماقت اور کیا کہوں۔"

"اب آپ براہِ کرم اس خبر کے لئے پریس کو سنسر کیجئے۔ شام کے اخبارات میں اگر یہ خبر آنے والی ہو تو انہیں پریس سے باہر ہی نہ نکلنے دیجئے۔"

"اچھی بات ہے۔ اچھی بات ہے لیکن اس خبر کو پھیلنے سے روکا ہی کیوں جائے۔"

"میں اس کیس پر کام کر رہا ہوں۔ اس لئے اس کی تشہیر پسند نہیں کروں گا۔ کیونکہ ایسے معاملات کی شہرت اکثر کھیل بگاڑ دیتی ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ خبر اخبارات میں نہیں آنے پائے گی۔ میں ابھی اعلان کرائے دیتا ہوں۔"

"اعلان" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"ہاں بھئی۔ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی اور صورت ہو سکتی ہے۔"

"اعلان تو صرف اتنا ہی ہوگا کہ وزارتِ خارجہ سے تعلق رکھنے والی کوئی خبر نہ چھاپی جائے۔"

"ہاں.... آں۔"

"نہیں بلکہ محکمہ کا ایک نمائندہ خصوصیت سے اس کو نوٹ کرے کہ یہ خبر مقامی رپورٹروں کے توسط سے اخبارات تک پہنچی ہے یا کوئی بڑی نیوز ایجنسی اس کی ذمہ دار ہے۔"

"مگر تم چاہتے کیا ہو۔"

"کئی باتیں.... پھر اطمینان سے بتاؤں گا۔ فی الحال آپ اتنا کرا دیجئے۔"

"اچھا۔"

سلسلہ دوسری طرف سے منقطع کر دیا گیا۔ عمران ریسیور رکھ کر ہٹ آیا۔

"کیا قصہ ہے۔" روشی نے پوچھا۔

"قصہ وہی ہے جو حاتم طائی نے شہزادی نورالزماں کو سنایا تھا.... اور قصہ کی نحوست نے نورالزمان کی شہزادہ زہر مہرہ خطائی سے طلاق دلوادی تھی.... لہٰذا تم نہ سنو تو بہتر ہے۔"

"بتاؤ۔ ورنہ میں یہ ستار تمہارے سر پر پٹخ دوں گی۔"

"پہلی پٹخنی میں طبلے کی صدا آئے گی اور اس کے بعد میں باقاعدہ طور پر گانا بھی شروع کر دوں گا۔ چلو شروع ہو جاؤ۔"

"اچھی بات ہے اب مجھ سے کوئی کام لو گے نا۔"

"آہم.... ٹھہرو.... میں کیا بتاؤں سن کر افسوس کرو گی.... خیر سنو.... وزارتِ خارجہ

کے دفتر میں ایک سوٹ کیس سے نوزائیدہ بچے کی لاش بر آمد ہوئی ہے۔"

"کیا بکواس ہے۔"

"اچھا بس اب خاموش رہو، قصہ سناتا ہوں تو وہ بکواس ہو جاتی ہے۔ ذرا مجھے یہ تو بتاؤ کہ ایک عورت کم از کم کتنے بچے جنتی ہو گی۔"

"کسی بچہ جننے والی عورت سے پوچھو۔"

"میرا خیال ہے کہ دنیا کی ہر عورت کم از کم آٹھ بچے ضرور جنتی ہو گی۔"

"ختم کرو میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔"

"میں دراصل ایک بزنس کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔ یہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بے کار بنائے جا رہے ہیں، اس کا مقصد یہی ہے کہ دنیا کی آبادی کم کی جائے، میں کہتا ہوں اگر آبادی کم ہی کرنی ہے تو کوئی عورت مار ڈی۔ ڈی۔ ٹی کیوں نہ ایجاد کی جائے۔"

"خاموش رہو۔"

"نہیں مجھے کہنے دو۔ میں اس وقت بہت اداس ہوں۔ مجھے اپنے ایک دوست کی پریشانیاں یاد آ رہی ہیں۔ اس بیچارے کا کہنا ہے کہ جب رات کو بستر پر لیٹتا ہوں تو ایک طرف سے مچھر کان کھاتے ہیں اور دوسری طرف سے بیوی.... مچھروں کو فلٹ مار کر بھگاتا ہوں۔ لیکن بیوی کو کیا کروں.... مجھے تین دن کے اندر اندر اس کے لئے بھی کوئی تدبیر بتاؤ۔ ورنہ میں تمہاری شادی بھی کرادوں گا۔ روشی ڈیئر ٹھیک اسی وقت میں نے سوچا تھا کہ کوئی عورت مار ڈی۔ ڈی۔ ٹی یا فلٹ کیوں نہ ایجاد کیا جائے۔ ایسی دوکان چلے گی کہ کیا بتاؤں.... ہپ.... تمہارا کیا خیال ہے۔"

روشی کوئی جواب دیئے بغیر اٹھی اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

عمران اپنا داہنا گال کھجاتا ہوا کچھ سوچ رہا تھا.... کچھ دیر بعد اس نے پھر ریسیور اٹھایا اور جولیانا فٹز واٹر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو" دوسری طرف سے آواز آئی۔ بولنے والی جولیا ہی تھی۔

"ایکس ٹو۔"

"یس سر"

"سینٹ لارنس کالونی میں ایک عمارت ہے ڈیکن لاج اس کے مکینوں کی تفصیل درکار ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔ کیا یہ کوئی کیس ہے۔"

"نہیں" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "میں بدصورت عورتوں کی مردم شماری کرا رہا ہوں۔"

"معاف کیجئے گا جناب۔" جولیا کی سہمی ہوئی آواز آئی۔

"دو گھنٹے بعد مجھے اطلاع ملنی چاہیے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے ریسیور رکھ کر ہینگر سے کوٹ اُتارا اور پھر پانچ منٹ کے اندر ہی وہ باہر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اسی دوران میں روشی بھی اندر سے آ گئی تھی۔

"تم آج آفس کیوں نہیں گئیں۔"

"کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں نے استعفیٰ دے دیا ہے۔"

"ہائیں یہ کب اور کیوں؟"

"پرسوں" روشی نے لاپرواہی سے کہا۔ "ایک آفیسر صاحب مجھ پر بہت زیادہ مہربان ہو گئے تھے۔ پرسوں فرمانے لگے کہ میں اکثر تمہیں خواب میں دیکھتا ہوں۔"

"چچ چچ.... " عمران نے سر ہلا کر افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "اب تم لوگوں کو خواب میں بھی نظر آنا پسند نہیں کرتیں۔ مجھے دیکھو کہ میں آج کل سرمہ لگا کر سوتا ہوں کہ کبھی تو صاف نظر آؤ۔"

"تم کہاں جا رہے ہو۔"

"میں.... پتہ نہیں۔"

"مجھے بھی پتہ نہیں ہے کہ اس وقت کہاں جاؤں گی۔ لہٰذا کیوں نہ ہم ساتھ ہی چلیں۔"

"تم نے استعفیٰ دے کر بہت ہی بُرا کیا ہے۔"

"چلو.... نکلو۔" روشی نے اُسے دھکا دیا۔

عمران نے کار ایک گلی میں موڑ دی۔ روشی نے جھلا کر کہا۔ "یہ کہاں لے آئے۔"

"یہ مفلسوں کی ٹھنڈی سڑک ہے۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

روشی ناک سکوڑے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ یہ ایک گندی سی گلی تھی نیچے جگہ جگہ دلدلیں سی نظر آرہی تھیں اور عمران کی نئی کار بالکل تباہ ہوتی جارہی تھی اس نے ابھی حال ہی میں اپنی دقیانوسی ٹوسیٹر کا پیچھا چھوڑا تھا اور یہ گاڑی خریدی تھی۔

"دیکھو.... ذرا.... تم یہ شال اپنے اوپر ڈال لو اور کچھ اس انداز سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاؤ جیسے تم سے بیٹھا نہیں جارہا۔ چہرے پر نقاہت کے آثار بھی ہونے چاہئیں۔"

"کیا مطلب" روشی نے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم ایک شاندار ایکٹریس ہو۔ میں نے تمہیں بارہا آزمایا ہے، کیا اس وقت تم ایک ایسی عورت کی ایکٹنگ نہیں کرسکتیں جو دو چار گھنٹے بعد ماں بننے والی ہو۔"

"میں تھپڑ ماردوں گی۔"

"چلو تھپڑ بھی ماردینا.... مجھے منظور ہے، لیکن اس وقت یہی کرو، جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"نہیں یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔"

"پھر کیا ہوگا تم سے.... نہ تم سے ملازمت ہوسکتی ہے، نہ بچے پیدا کرسکتی ہو.... نہ....!"

"میں سچ کہتی ہوں گھونسہ رسید کردوں گی منہ پر....!"

"رسید کردو.... مگر تم سے اتنا نہیں ہوسکے گا۔ یہ بہت ضروری ہے۔ روشی۔ تم میرا داہنا ہاتھ ہو اور تم سے زیادہ چالاک عورت آج تک میری نظروں سے نہیں گذری۔"

"جولیانا فٹزواٹر۔"

"ارے وہ تو بالکل گاؤدی ہے۔ تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔"

"پھر اسے کیوں رکھ چھوڑا ہے۔"

"سر سلطان نے رکھا، میں نے چھوڑا ہے۔ اکیلے میں نے نہیں رکھ چھوڑا۔ شاباش جلدی کرو، ورنہ سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

روشی نے طوعاً و کرہاً شال اپنے اوپر ڈال لیا اور پھر عمران اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ حقیقتاً کوئی ایسی ہی عورت معلوم ہونے لگی تھی، جو عنقریب ماں بننے والی ہو۔

"یا خدا۔" عمران بڑبڑایا۔ "یہ سفر جلد ختم کردے ورنہ میں اس عورت کو گاڑی سے دھکیل دوں گا۔"

"گدھے.... الو.... سور....!" روشی جھینپے ہوئے انداز میں کہتی ہوئی سیدھی بیٹھ گئی۔

"ارر.... یہ کیا...." عمران بوکھلا کر بولا۔ "یہ کیا کر رہی ہو۔ پھر ویسی ہی ہو جاؤ۔ خدا کے لئے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔"

"نہیں"

"یہ ایک بہت بڑا کیس ہے روشی.... بہت اہم۔"

"تو پھر تم مجھے غصہ کیوں دلاتے ہو۔"

"اب نہیں دلاؤں گا۔" عمران جلدی سے بولا۔ "اسی پوزیشن میں بیٹھ جاؤ۔"

روشی پھر اسی طرح بیٹھ گئی اور عمران نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے۔ بعض اوقات وہ حقیقتاً غیر ارادی طور پر بکواس کرنے لگتا تھا۔

ایک جگہ اس نے کار روک دی۔ بائیں جانب ایک دروازے پر ایک بوڑھی سی عورت کھڑی تھی۔ عمران نے اشارے سے اسے قریب بلایا اور آہستہ سے پوچھا "مائی جگو ہے۔"

"جی ہاں صاحب" وہ روشی کو گھورتی ہوئی بولی۔

"خدا کے لئے اسے فوراً بھیج دو۔" عمران نے عورت کے ہاتھ پر دس کا نوٹ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہارا انعام ہے اسے مجبور کرنا وہ میرے ساتھ چلی جائے۔ یہ ایک بہت بڑے گھرانے کی لڑکی ہے۔"

"مطمئن رہو صاحب۔" عورت سر ہلا کر بولی۔ "میں اسے ابھی بھیجتی ہوں۔ مگر جانا کہاں ہو گا؟"

"ارے جگہ بھی وہی بتائے گی۔ اگر میں جگہ کا انتظام کر سکتا ہوتا تو اسے ایسی حالت میں ساتھ لئے کیوں پھرتا۔ مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ مائی جگو جگہ کا بھی انتظام کر دیتی ہے۔"

"تب تو بہت خرچہ ہو گا صاحب۔"

"کتنا.... ہزار.... دو ہزار.... چار ہزار....!"

"بس بس ٹھیک ہے۔ سب ہوا جاتا ہے۔ میں جگو کو ابھی بھیجتی ہوں۔"

عمران نے کنکھیوں سے روشی کی طرف دیکھا، اس کی حالت میں کوئی فرق نہیں تھا۔ وہ اونگھتی ہوئی سی معلوم ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ بوڑھی عورت ایک دوسری عورت کے ساتھ واپس آئی۔ دوسری عورت

بھی معمر ہی تھی۔ لیکن اس کی صحت بہت اچھی تھی۔ اس کے جسم پر ہلکے نیلے رنگ کی ساری اور زرد رنگ کا بلاؤز تھا اور آنکھوں پر موٹے فریم کی عینک، وہ صورت سے تعلیم یافتہ اور باسلیقہ بھی معلوم ہوتی تھی۔

"اوہ.... بہت بہت شکریہ۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ "پچھلی سیٹ پر بیٹھ جایئے۔ میں بے حد شکر گزار ہوں۔"

آنے والی عورت نے ایک اچٹتی سی نظر روشی پر ڈالی اور پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

پھر کار حرکت میں آئی ہی تھی کہ باہر کھڑی ہوئی عورت نے دانت نکال کر کہا۔ "میرا انعام نہ بھولئے گا صاحب۔"

"اوہ.... کبھی نہیں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"تھرٹی سکستھ کالونی لے چلئے جناب۔" پچھلی نشست پر بیٹھی ہوئی عورت نے کہا۔

"اچھا" عمران نے جواب دیا۔

دفعتاً روشی آہستہ سے کراہی اور عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ یہ.... یہ.... کراہ رہی ہے۔

"فکر نہ کیجئے۔" عورت نے جواب دیا۔

اور عمران نے دل ہی دل میں دعا مانگی۔ اے مالک کو نین مجھے ایسی فکروں سے ہمیشہ بے نیاز رکھیو۔

تھرٹی سکستھ کالونی میں پہنچ کر عورت نے ایک طرف کار موڑنے کو کہا پھر شائد دو یا تین منٹ بعد کار ایک چھوٹی سی خوبصورت عمارت کے سامنے رک گئی۔

"آپ انہیں لایئے جناب" عورت نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ پھر وہ عمارت کی طرف چلی گئی۔ صدر دروازہ مقفل تھا۔ عورت نے قفل کھولا اور ان کا انتظار کئے بغیر اندر چلی گئی۔

"اتریئے محترمہ۔" عمران نے بسور کر روشی سے کہا۔ "اگر آپ اس قابل ہوں۔"

"تم آخر کیا کر رہے ہو۔"

"بس دیکھتی جاؤ۔ آؤ۔ اترو۔ جلدی کرو۔ اگر اس نے عمارت کے باہر ہی اس فراڈ کا اندازہ کر لیا تو تھوڑی دشواری پیش آئے گی۔"

روشی کار ہی میں شال پھینک کر نیچے اتر آئی اور وہ دونوں تیزی سے عمارت میں گھستے چلے گئے۔

عمران نے دروازہ بند کردیا تھا۔ وہ راہداری ہی میں تھے کہ عورت سے مڈ بھیڑ ہوگئی اور عورت روشی کو برابر گھورے جا رہی تھی۔ اس کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

"ہاں مائی جگو۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "تو اسی طرح لوگ تم سے ملتے ہیں اور تم انہیں یہاں لاتی ہو اور پھر شہر کے مختلف حصوں میں مردہ یا زندہ نوزائیدہ بچے پائے جاتے ہیں۔ چلو کہیں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں ہوں گی۔"

عورت کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا۔ اس نے خود پر قابو پانے کے لئے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا۔

"چلو.... چلو.... یہاں بیٹھنے کی بھی جگہ ہوگی۔" عمران بولا۔ لیکن عورت بدستور کھڑی رہی۔

"چلو" روشی نے آگے بڑھ کر اُسے دھکا دیا۔

عورت انہیں ایک کمرے میں لائی۔ یہاں چند گرد آلود کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اور کمرہ نیم روشن تھا۔ عمران نے سوئچ آن کر کے ایک بلب روشن کردیا۔

"بیٹھو مائی جگو۔"

عورت کسی لاش کی طرح کرسی میں ڈھیر ہوگئی۔

"اب بتاؤ کہ پچھلی رات تم نے کہاں اور کون سا کارنامہ انجام دیا تھا۔"

"آپ۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، جناب میں کبھی کوئی غیر قانونی کیس نہیں لیتی، یہ زچہ خانہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو زچاؤں کی دیکھ بھال کا انتظام نہیں کر سکتے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ لیکن پچھلی رات تم نے کہاں کیس کیا تھا۔"

"کہیں نہیں جناب، یقین فرمائیے کہ پچھلے ہفتے سے بیکار ہوں ویسے میں لوگوں کے گھروں پر بھی جاتی ہوں۔"

"مگر پچھلی رات کو.... نہیں تم جھوٹی بول رہی ہو۔"

"آپ یقین فرمائیے۔"

"سنو" عمران سخت لہجے میں بولا۔ "ہم لوگ صرف پوچھ گچھ کرتے ہیں۔ اگر کامیاب نہیں

ہوتے تو معاملہ پولیس کے ہاتھوں پہنچ جاتا ہے اور یہ تو تم جانتی ہی ہو گی کہ پولیس والے کس طرح پیش آتے ہیں۔ تم تو عورت ہو بڑے بڑے تیس مار خاں بھی کوتوالی پہنچ کر ہاتھ پیر ڈال دیتے ہیں۔"

عورت اسی طرح پڑی ہانپتی رہی۔

"تم بولتی کیوں نہیں" روشی نے غصیلی آواز میں کہا۔ "زبان کھولو، ورنہ میں تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کروں گی، جو پولیس کرتی ہے۔"

"خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑیئے، میں کچھ نہیں جانتی۔"

"ہو سکتا ہے کہ تمہارے اعتراف کر لینے پر میں اس معاملے کو آگے نہ بڑھاؤں۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"یہ.... دیکھئے...." وہ ہکلائی "یہ میرا پیشہ ہے میں کیا جانوں کہ بچہ قانونی ہے یا غیر قانونی۔ اب آپ ہی.... دیکھئے آپ کی پیشانی پر کچھ تحریر تو ہے نہیں۔"

وہ سانس لینے کے لئے رک گئی۔

"میں کب کہتا ہوں کہ تم نے دیدہ دانستہ کوئی غیر قانونی حرکت کی ہو گی۔"

"میں آپ کے متعلق بھی یہی سمجھتی تھی کہ آپ دونوں میاں بیوی ہیں۔ یہاں تنہا رہتی ہیں دیکھ بھال کا کوئی انتظام نہیں ہے۔"

"قطعی" عمران سر ہلا کر بولا۔ قدرتی بات ہے۔

"اسی طرح پچھلی رات ایک صاحب آئے تھے اور مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے تھے۔ میں فراغت کرانے کے بعد واپس آ گئی تھی۔ میں نہیں جانتی کہ معاملہ کیا تھا۔"

"بچہ زندہ تھا"

"جی ہاں۔"

"اس کے بال بھورے تھے۔"

"جی ہاں بھورے تھے۔"

"کیا وہ عورت یوریشین تھی۔"

"جی نہیں دیسی۔ لیکن رہن سہن مغربی تھا۔"

"پتہ"

"گیارہویں شاہراہ پر ایک گلی ہے.... میں اس کا نام نہیں جانتی مکان کا نمبر بھی نہیں بتا سکوں گی، لیکن اگر آپ مجھے ساتھ لے چلیں تو دکھا ضرور سکوں گی۔"

"کتنا معاوضہ ملا تھا۔"

"ڈیڑھ سو جناب۔"

"اوہ.... اور اس وقت بھی تمہیں خیال نہیں آیا تھا کہ وہ کوئی غیر قانونی کیس ہو سکتا ہے۔ اگر انہیں اتنا ہی صرف کرنا تھا تو کوئی لیڈی ڈاکٹر کیوں نہیں بلائی گئی۔"

"میں اس کا کیا جواب دے سکتی ہوں۔"

"خیر" عمران سر ہلا کر بولا۔ "چلو مجھے گھر دکھاؤ جہاں...."

"مگر میرا انجام کیا ہوگا.... کیا ان لوگوں نے بچے کو ختم کر دیا۔"

"پتہ نہیں تم اس کی فکر میں نہ پڑو.... تمہارا انجام بُرا نہیں ہوگا بشرطیکہ سوجھ بوجھ سے کام لو۔"

"میں نہیں سمجھی جناب۔"

"بہت معمولی سی بات ہے۔ یعنی تم اپنی زبان بند رکھو گی۔ اگر کسی سے بھی اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو ایک ہی گھنٹہ بعد تمہیں بُرے نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

وہ باہر نکل کر پھر کار میں بیٹھ گئے۔ عورت پچھلی ہی نشست پر تھی۔

"تم اپنی عینک اتار کر یہ شال اوڑھ لو۔ اس طرح کہ صرف تمہاری آنکھیں کھلی رہیں۔ ٹھنڈک زیادہ ہے۔" عمران نے عورت سے کہتے ہوئے شال اس پر پھینک دی۔

کچھ دیر بعد کار گیارہویں سڑک پر پہنچ گئی۔ عمران نے رفتار کم کر دی تھی۔

"وہ گلی جناب" عورت بھرائی ہوئی آواز میں بولی جس کے سرے پر نیلا بورڈ نظر آ رہا ہے۔

"ہوں.... اچھا۔" عمران نے کار اسی گلی میں موڑ دی۔

رفتار کچھ اور کم ہو گئی تھی۔

"بائیں جانب والا مکان.... جس کی کھڑکیوں پر زرد پردے ہیں۔" عورت بولی۔

"ٹھیک...." عمران بڑبڑایا اور کار کی رفتار بتدریج تیز ہونے لگی۔

گلی سے نکل کر اس نے کار تھرٹی سکستھ کالونی کی طرف موڑ دی۔

عورت خاموش تھی دفعتاً عمران نے پوچھا۔"اس مکان میں کتنے افراد تھے۔"

"تین.... جناب.... ایک مرد، زچہ.... اور ایک بوڑھی عورت۔"

"زچہ کی عمر کیا تھی۔"

"بیس سال سے زیادہ نہیں۔"

"غالباً تیسرا بچہ ہوگا۔"

"خیر اچھا اب تم یہاں اتر جاؤ۔ لیکن میں ایک بار پھر یاد دلاتا ہوں کہ تمہیں اپنی زبان بند رکھنی ہوگی۔"

کار تھرڈی سکستھ کالونی کی اسی عمارت کے سامنے رک گئی، جہاں عمران اسے پہلے لایا تھا۔

واپسی پر عمران نے جولیا کو فون کیا۔ لیکن جواب نہ ملا۔ دو گھنٹے سے زیادہ وقت گذر چکا تھا لیکن ابھی تک جولیا کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔ اس نے سلیمان سے پوچھا کہ اس کی عدم موجودگی میں پرائیویٹ فون کی گھنٹی تو نہیں بجی تھی لیکن سلیمان سے نفی میں جواب ملا۔ معمول کے مطابق یہ ناممکن تھا کہ جولیا دو گھنٹے بعد اسے فون نہ کرتی اگر دو گھنٹے میں اسے کامیابی نہ ہوتی تو وہ اپنی ناکامی ہی کی اطلاع دے کر مزید وقت طلب کرتی۔

اس وقت عمران اپنے فلیٹ میں تنہا تھا۔ روشی کو وہ اسی عمارت کے مکینوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لئے گیارہویں شاہراہ ہی پر چھوڑ آیا تھا۔

وہ تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر تنویر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکس ٹو۔"

"یس سر"

"سینٹ لارنس کالونی میں ایک عمارت ہے ڈیکن لاج.... تم سب اس کے گرد پھیل جاؤ۔ جتنی جلدی ممکن ہو۔"

"کیا عمران کو بھی اس کی اطلاع دی جائے گی۔"

"نہیں صرف اپنے ساتھیوں کو لے جاؤ۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس نے ابھی تک کپڑے نہیں اتارے تھے۔ میز کی دراز کھول کر اس نے ریوالور نکالا اور اسے جیب میں ڈالتا ہوا فلیٹ سے نکل آیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس کی کار سینٹ لارنس کالونی کی طرف جا رہی تھی۔

ڈیکن لاج کالونی کی ایک مشہور عمارت تھی۔ محل وقوع کے اعتبار سے اسے کالونی سے باہر ہی تصور کرنا چاہئے کیونکہ اس کے آس پاس اور کوئی عمارت نہیں تھی۔ کالونی کی گھنی آبادی سے بظاہر اس کا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن شاید ڈاک کی سہولتوں کو مد نظر رکھ کر اسے بھی کالونی ہی کی ایک عمارت قرار دے دیا گیا تھا۔ ڈیکن لاج کے گرد مختلف قسم کے پھلوں کے باغات تھے اور ان کا تعلق عمارت ہی سے تھا۔

عمران نے ٹھیک عمارت ہی کے سامنے کار روک دی اور دور ہی سے دیکھ لیا کہ صدر دروازے پر ایک بڑا سا قفل لٹک رہا ہے، عمران نے چاروں طرف دیکھ کر ایک طویل سانس لی.... شاید ابھی تک تنویر وغیرہ وہاں نہیں پہنچے تھے۔

وہ کار سے اتر کر عمارت کی طرف بڑھا پھاٹک پر ایک چھوٹی سی تختی آویزاں تھی، جسے عمران دور سے نیم پلیٹ سمجھا تھا۔ لیکن قریب پہنچنے پر یہ تحریر نظر آئی۔

"عمارت کرائے کے لئے خالی ہے۔"

عمران نے بُرا سا منہ بنا کر سر کو خفیف سی جنبش دی۔ تین دن پہلے تو یہ عمارت آباد تھی۔ خود اس نے اس کی کھڑکیوں میں چند غیر ملکیوں کو دیکھا تھا۔

پھاٹک بھی بند ہی تھا، لیکن اسے بند کرنے کے لئے قفل کی بجائے موٹا سا تار استعمال کیا گیا تھا۔ عمران نے تار کے بل کو کھول کر پھاٹک کو دھکا دیا۔

پھاٹک سے عمارت کے صدر دروازے تک فاصلہ زیادہ نہیں تھا وہ برآمدے میں آیا اور جھک کر قفل دیکھنے لگا جس کی سطح بالکل شفاف تھی گرد و غبار کا نام بھی نہیں تھا۔

اس نے کھڑکیوں کے شیشوں پر بھی نظر ڈالی وہ بھی گرد آلود نہیں تھے۔

"ڈفر" وہ مسکراتا ہوا بڑبڑایا۔ پھر اس نے نہایت اطمینان سے ایک کھڑکی کا شیشہ توڑا اور

ہاتھ ڈال کر اس کا بولٹ نیچے گرا دیا۔ دونوں پٹ کھل گئے، کھڑکی میں سلاخیں نہیں تھیں۔ لہٰذا اندر پہنچنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔

وہ ایک وسیع کمرے میں تھا۔ یہ غالباً ڈرائنگ روم تھا، یہاں بھی کسی چیز پر عمران کو گرد و غبار نہیں ملا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آج ہی فرنیچر کی صفائی کی گئی ہو۔

وہ آگے بڑھا.... راہداری کافی طویل تھی، دونوں جانب دروازوں اور کھڑکیوں کی قطاریں چلی گئی تھیں، وہ چلتا رہا۔ سارے دروازے بند ہی نظر آئے۔

اس کا خیال تھا کہ ایک بار پوری عمارت کا سرسری جائزہ لینے کے بعد ایک ایک کمرہ دیکھے گا۔

اچانک کہیں سے کسی وزنی چیز کے گرنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی اُس نے ہلکی سی کراہ بھی سنی، وہ چلتے چلتے رک گیا، یقیناً وہ کسی کے کراہنے ہی کی آواز تھی۔

عمران آگے بڑھا.... آواز پھر آئی اور وہ اسی سمت چلتا رہا۔ راہداری دائیں جانب مڑ گئی تھی.... دو چار ہی قدم چلنے کے بعد اُس نے خود کو ایک طویل و عریض صحن میں پایا جس کے گرد تقریباً بیس فٹ اونچی دیواریں تھیں۔

ایک طرف ایک سائبان تھا جس کے نیچے ایک عورت کرسی سے بندھی ہوئی نظر آئی۔ کرسی شائد آزاد ہونے کی جدوجہد کی بناء پر الٹ گئی تھی عورت کا چہرہ دوسری طرف تھا اور اکثر اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی کراہ نکل جاتی تھی۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور کرسی اٹھا کر سیدھی کر دی۔

"ہائیں.... تم....!" اس نے حیرت سے کہا۔ کیونکہ یہ عورت جولیانا فٹنر واٹر تھی۔ جس کا منہ رومال سے جکڑ دیا گیا تھا۔

"یہ کیا ہوا۔"

"آغ.... غاں...." جولیا نے گردن جھٹکنی شروع کی اس کی آنکھوں سے غصہ جھانک رہا تھا۔

"نہیں بتاؤ تو....!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور جولیا کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آوازیں نکلنے لگیں۔

"اوہ.... لل.... لاحول.... تم بتاؤ گی کیسے تمہارے منہ پر تو پٹی بندھی ہوئی ہے۔" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور رومال کی گرہ کھولنے لگا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی ایسے موقعوں پر بھی....!" اس کی زبان سے صحیح الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے، پتہ نہیں کیا کیا اوٹ پٹانگ بکتی رہی اور عمران بڑے سعادت مندانداز میں سر جھکائے رسی کے بل کھولتا رہا۔ جولیا کی آنکھیں سرخ تھیں ان میں آنسو بھی تھے اور غصے کی چنگاریاں بھی۔

"کس بے درد نے تمہیں یہاں بھیجا تھا۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"چلو.... بیکار بکواس مت کرو۔ یہاں سے نکلنا بھی آسان کام نہ ہو گا۔ وہ باہر باغ میں موجود ہوں گے۔"

"کک.... کون.... ارے باپ رے.... میں تو یہاں اپنی بکری کا بچہ تلاش کرتا ہوا آیا تھا۔"

جولیا اس کی بات پر دھیان دیئے بغیر کہتی رہی "یہاں آئی تھی۔ لیکن انہوں نے مجھے پکڑ کر رسی سے باندھ دیا اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ ایک نے کہا کہ ابھی اور بھی آئیں گے لہٰذا عمارت کو مقفل کر کے ہم لوگ باغ میں چھپ جائیں پھر جب تعداد پوری ہو جائے تو سائیلنسر لگی ہوئی رائفل سے سب کو ٹھکانے لگا دیں گے۔"

"بہت خوب" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن تم یہاں آئی کیوں تھیں۔"

"تم کیوں آئے ہو۔" جولیا جھپٹ پڑی۔

"میں تو.... اس لئے آیا تھا کہ اس عمارت کو کرایہ پر حاصل کروں کیونکہ باہر کرائے پر دیئے جانے کے لئے اعلان موجود ہے۔"

"مجھے ایکس ٹو نے بھیجا تھا اور مجھے یقین ہے کہ تم اس کی ہدایت پر ہی یہاں آئے ہو گے۔"

"کیا تم میری ہی طرح یہاں داخل ہوئی تھیں۔"

"تم کیسے آئے ہو۔"

"صرف ایک کھڑکی کو تھوڑا سا نقصان پہنچا کر۔"

"میں چیچک کے ٹیکے لگانے آئی تھی۔"

"واقعی" عمران نے خوش ہو کر کہا۔ "ایک میرے بھی لگا دو۔ ورنہ اگر میرے ڈیڈی کے چیچک نکل آئیں تو میں بے موت مر جاؤں گا۔ مگر تم سے کس الو کے چچا نے کہا تھا کہ تم چیچک کے ٹیکے لگانے چلی آنا۔ یہاں میونسپل ہسپتالوں میں ایک بھی یوریشئن عورت نہیں ہے۔"

"اب غلطی تو ہو ہی گئی۔"

"اگر ان لوگوں سے بھی کوئی غلطی ہو جاتی تو کیا ہوتا۔" عمران دردناک آواز میں بولا۔ پھر یک بیک سنجیدگی اختیار کر کے کہنے لگا۔ "تم روز بروز بالکل عقلمند ہوتی جارہی ہو.... خیر ان کی تعداد کیا تھی۔"

"چار آدمی تھے۔" جولیا بُرا سامنہ بنا کر بولی۔ "لیکن تم اپنا لہجہ ٹھیک کرو۔ کیا میں تمہاری نوکر ہوں۔"

"نہیں تم تو لیڈی میکبتھ ہو۔" عمران چڑ کر بولا۔ "اگر میں ایکس ٹو ہوتا تو....!"

"تم بڑے عقل مند ہو۔" جولیا ہاتھ نچا کر بولی۔ "میں کہہ رہی ہوں کہ وہ چاروں باغ میں موجود ہوں گے، لیکن تم وقت برباد کر رہے ہو۔"

"میں اس وقت چہل قدمی کے موڈ میں نہیں ہوں۔ ورنہ تمہیں بھی باغ کی سیر کرا دیتا۔ اب خاموش رہو، چپ چاپ باہر نکلو میری کار باہر موجود ہے۔"

"کیا مطلب"

"مطلب یہ کہ وہ کار تمہیں اس وقت تک انعام میں نہیں مل سکے گی جب تک کہ تم باقاعدہ طور پر ٹیکے لگانے کی ٹریننگ نہ لے لو۔ جاؤ۔"

"میں تنہا ہرگز نہ نکلوں گی۔"

"کیوں"

"چلو" جولیا اُسے دھکیلنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ سیکرٹ سروس کے دوسرے رنگروٹ بھی اس عمارت کے باہر موجود ہوں گے، تمہارے چوہے ایکس ٹو نے مجھ سے یہی کہا تھا۔ ڈرو نہیں.... جاؤ.... میری گاڑی لے جاؤ.... کیا تمہیں شکرال کا عمران یاد نہیں۔"

لیکن جولیا نے کان نہیں دھرا۔ وہ اسے دھکیلتی ہوئی باہر پھاٹک تک لائی۔

"کیوں؟ وہ سائیلنسر لگی ہوئی رائفلیں کہاں گئیں...." عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"شکرال والے عمران کے قدم جہاں جاتے ہیں...."

وہ جملہ پورا نہ کر سکی کیونکہ اس نے تنویر اور دوسرے ساتھیوں کو درختوں کے جھنڈ سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔ وہ تیزی سے اس طرف آرہے تھے جیسے ہی وہ قریب آئے جولیا نے پوچھا۔

"کیا تم نے ان چاروں کو دیکھا تھا۔"

"کون"تنویر نے تیکھے انداز میں سوال کیا وہ اسے عمران کے ساتھ دیکھ کر جھلا گیا تھا۔

"وہی چار آدمی جو اس عمارت سے نکلے تھے۔"

"ہو سکتا ہے ہماری آنکھیں اتنی ہی کمزور ہو گئی ہوں کہ چار کے دو نظر آ رہے ہوں۔"تنویر کے لہجے میں طنز تھا۔

"ایک اور ایک ہمیشہ تین ہوتے ہیں۔"عمران خلا میں گھورتا ہوا بڑبڑایا۔"اسے ہمیشہ یاد رکھنا۔"

پھر جولیا سے تحکمانہ لہجے میں بولا۔"میں نے تم سے کیا کہا تھا۔"

جولیا چپ چاپ پھاٹک سے نکل کر کار میں جا بیٹھی۔

"یہ کار تمہاری ہے۔"کیپٹن خاور نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں میری ہی ہے۔ کیوں؟"

"کہاں ہاتھ صاف کیا۔"

"تولئے میں.... ویسے میرے ہاتھ ہر وقت صاف رہتے ہیں اور دانتوں کی صفائی کا بھی خاص طور سے خیال رکھتا ہوں۔"

جولیا کار اسٹارٹ کر کے دوسری طرف مڑ گئی۔ عمران کہہ رہا تھا...."خیر، اب آؤ دیکھیں کہ اس مکان کا کرایہ مکانیت سے زیادہ تو نہیں ہے۔"

"کیا مطلب....!"خاور آنکھیں نکال کر بولا۔"تم دونوں یہاں کیا کر رہے تھے۔"

"صبر کر رہے تھے.... ویسے ہمارا خیال تھا کہ اگر یہاں اس وقت ہم دونوں کے ممی اور پاپا بھی موجود ہوتے تو کتنا مزہ آتا۔"عمران نے کہا اور عمارت کی طرف مڑ گیا۔

روشی آنکھیں نکالے کھڑی تھی اور عمران اس طرح سر جھکائے بیٹھا تھا جیسے پلکیں اٹھاتے ہی تڑاخ سے ایک تھپڑ گال پر پڑے گا۔

"کیا یہ کیس تمہارے شایان شان ہے۔"روشی غرائی۔

"میرے شایان شان تو کچھ بھی نہیں، اسی لئے مجھے آج تک ڈیڈی کی چھت کے نیچے پناہ نہ

مل سکی۔" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ روشی اور زیادہ بپھر گئی۔

"خواہ مخواہ مجھے پریشان کیا۔ روزانہ نہ جانے کتنے بچے اِدھر اُدھر پائے جاتے ہیں، کیا ان کے لئے پولیس کافی نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

"ارے... ارے... یہ تم کہاں کی باتیں نکال بیٹھیں.... رپورٹ پلیز....!"

"رپورٹ.... رپورٹ یہ ہے کہ وہ ایک شریف گھرانا ہے کسی نے اس بیچاری کو دھوکہ دیا۔ روزانہ لاتعداد عورتیں دھوکے کھاتی رہتی ہیں، مجھے یقین ہے کہ ان دونوں میں سے کسی نے بھی بچے کا گلا نہ گھونٹا ہوگا۔ یہ حرکت اسی مرد کی ہو سکتی ہے.... جو مڈوائف کو زچگی کرانے کے لئے لے گیا تھا۔"

"کیا وہ مرد بھی وہاں موجود تھا۔"

"نہیں وہاں کوئی مرد مستقل طور پر نہیں رہتا۔ وہ ماں بیٹی تنہا ہیں۔"

"مجھے بچے یا اس کی لاش سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔ "اگر اس سوٹ کیس سے کتے کے پلے کی لاش بھی برآمد ہوتی تو میں یہ معلوم کرنے کی کوشش ضرور کرتا کہ اس پلے کی ماں کہاں پائی جائے گی۔"

"کیا مطلب۔"

"کھوپڑی استعمال کرو۔ آخر وہ سوٹ کیس دفتر اُمور خارجہ تک کیسے جا پہنچا۔ اسے تو کسی پولیس اسٹیشن ہی تک محدود رہنا چاہئے تھا، پہلے وہ کوتوالی پہنچا تھا لیکن وہاں کسی نے بھی اسے کھولنے کی ہمت نہیں کی پھر وہ دفتر اُمور خارجہ کے سپرد کر دیا گیا۔"

"اُوہ.... تو وہ سوٹ کیس....!"

"بڑی اہمیت رکھتا ہے.... لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ.... آخر ان حرکتوں کا مطلب کیا ہے۔"

"میں تم سے پوچھتی ہوں کہ اس بکواس کا کیا مطلب ہے۔"

"سنو! واقعی یہ حرکتیں عجیب ہیں کہ پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ایک آدمی سینٹ لارنس کالونی کی ایک عمارت ڈیکن لاج کے نیچے سے گذر رہا تھا دفعتاً کوئی سخت سی چیز اس کے سر سے ٹکرا کر دور جا گری۔ یہ کاغذ کی ایک چھوٹی سی پڑیا تھی۔ قدرتی امر تھا کہ وہ اوپر کی طرف دیکھتا۔ اسے شُبہ ہوا کہ وہ پڑیا ڈیکن لاج ہی کی کسی کھڑکی سے آئی تھی۔ اس نے پڑیا اُٹھائی اُسے کھول کر دیکھا

اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی رہ گئیں۔ یہ ایک انگشتری تھی جس میں بڑا سا ہیرا جگمگا رہا تھا۔ آدمی ایمان دار تھا، اس نے اس کے لئے ڈیکن لاج کے مکینوں سے رجوع کیا۔ لیکن انہوں نے اسے اپنی ملکیت نہیں تسلیم کیا۔ اس بیچارے کا شبہ بڑھنے لگا اس نے سوچا ممکن ہے کہ وہ لوگ اسے کسی قسم کے جال میں پھانسنا چاہتے ہیں کیوں کہ اس عمارت کے قریب کوئی دوسری عمارت بھی نہیں تھی۔ اس نے اس مسئلے پر ان لوگوں سے بحث کرنی چاہی لیکن انہوں نے اسے دھکے دے کر نکال دیا۔ اس کی حیرت بڑھتی ہی رہی، چونکہ اسے یقین تھا کہ وہ انگشتری ڈیکن لاج ہی سے پھینکی گئی تھی اس لئے اب اس نے کوتوالی کی راہ لی۔ لیکن تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ وہ انگوٹھی بھی کوتوالی سے دفتر اُمور خارجہ بھجوادی گئی تھی۔"

"اوہ.... یاد آیا.... تم نے جولیا کو اس عمارت کی نگرانی کے لئے فون کیا تھا۔"

"ٹھیک یاد آیا۔ اس سے پہلے ہی پولیس نے اس عمارت پر چھاپہ مارا تھا لیکن کامیاب نہیں ہوئی تھی، کیونکہ عمارت اس وقت خالی تھی اور پھاٹک پر ایک بورڈ آویزاں تھا جس کی تحریر تھی کہ یہ عمارت کرایہ پر دینے کے لئے خالی ہے، پولیس ناکام واپس آئی۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ عمارت میں کوئی کرایہ دار آگیا ہے۔ میں نے جولیا کو تفتیش کے لئے بھیجا۔"

"آخر تم اپنے مردماتحتوں سے کام کیوں نہیں لیتے۔"

"میں دراصل ان سے انتقام لیتا ہوں، کیا وہ پڑے پڑے موٹے اور کاہل نہ ہو جائیں گے اگر وہ موٹے اور کاہل ہوگئے تو سمجھ لو ان کا مستقبل برباد ہوگیا۔"

"فضول بکواس نہ کرو.... ہاں تو پھر جب تم نے جولیانا فٹزواٹر کو بھیجا....!"

"ہاں تو پھر....!" عمران نے ایک طویل سانس لی اور وہ سب کچھ بتانے لگا جو اس کی ماتحت جولیا پر گذری تھی۔ روشی حیرت سے سنتی رہی کچھ دیر بعد عمران نے خاموش ہو کر پھر ایک طویل سانس لی اور بولا۔

"لیکن خدارا ابھی مجھے یہ نہ پوچھنا کہ وہ انگشتری اور سوٹ کیس کوتوالی سے دفتر اُمور خارجہ میں کیوں بھجوائے گئے تھے۔"

"یہ تو تمہیں بتانا ہی پڑے گا۔"

"ہرگز نہیں۔ تم خود ہی معلوم کرنے کی کوشش کرو۔"

"اچھی بات ہے۔" روشی غصیلے لہجے میں بولی۔ "کیا تم مجھے گاؤدی سمجھتے ہو۔"

"عورت اور گاؤدی۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "دنیا کی ہر عورت گاؤدی ہونے کے علاوہ اور سب کچھ ہو سکتی ہے۔ عورت سے زیادہ چالاک جانور روئے زمین پر دوسرا نہیں ملے گا۔ ارے یہی کیا کم ہے کہ اُس نے بڑے بڑے افلاطونوں کو اپنے گاؤدی ہونے کا یقین دلایا.... محض اس لئے کہ ذمہ داریوں کے بوجھ سے سبکدوش ہو جائے۔ عورت تو اس وقت بھی ذہین تھی جب آدمی درختوں کی جڑیں کھود کر اپنا پیٹ بھرتا تھا۔ سو مردوں میں کم از کم دس مرد بے وقوف ہوتے ہیں لیکن اگر تم پانچ سو عورتوں میں سے آدھی بے وقوف عورت بھی پیدا کر سکو تو علی عمران ایم۔ایس۔سی۔پی۔ایچ۔ڈی گورداسپوری اس سے شادی کر لے گا.... آدھی ہی سہی....اور کیا؟"

"ختم ہوئی بکواس یا ابھی جاری رہے گی۔"

"کیوں؟"

"اگر وہ سوٹ کیس اور انگشتری ایسے ہی ہنگامہ خیز ثابت ہونے والے تھے تو اس طرح پھینکے کیوں گئے۔"

"گڈ....اور اس پر سے تم کہتی ہو کہ میں تم سے شادی کر لوں۔"

"کب کہا ہے میں نے" روشی میز سے رول اٹھا کر اس کی طرف جھپٹی۔

"اررر....ہپ۔ سس سنو تو.... سہی کسی اور نے کہا ہو گا۔ میں بھول بھی تو جاتا ہوں۔"

عمران نے میز کی دوسری جانب چھلانگ لگائی۔

رول میز پر پڑا۔ عمران دور کھڑا بسور رہا تھا۔ روشی جہاں تھی وہیں رہی لیکن وہ اسے قہر آلود نظروں سے گھور رہی تھی۔

"اب دیکھو نا" وہ مغموم لہجے میں بولا۔ "ایسے ہی واقعات مجھے اداس کر دیتے ہیں اور میں اداسی ہی کے عالم میں ستار بجانا شروع کر دیتا ہوں۔"

"ہاتھ لگا کر دیکھو ستار کو کیا حشر ہوتا ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر میں کوشش کروں گا کہ اداس نہ ہونے پاؤں!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"آدمی بنو۔ ورنہ میں تمہاری زندگی تلخ کر دوں گی۔"

"نہیں تم میری زندگی تلخ نہیں کر سکتیں۔ ویسے عنقریب یہ فلمی گیت مجھے یقینی طور پر موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

"میرا نام عبدالرحمٰن..

پستے والا میں ہوں پٹھان"

روشی کچھ کہنے والی تھی کہ فون جاگ اٹھا۔

عمران نے ریسیور اٹھایا.... دوسری طرف سے جولیانافٹنر واٹر بول رہی تھی۔

"ہیلو.... میں ہی ہوں....!"

"عمران۔"

"کیا میں تمہاری گاڑی پولیس کے حوالے کر دوں۔"

"کیوں؟ کیا وہ تم سے تمہارا شجرہ نسب پوچھنے لگی تھی۔"

"نہیں اب تم سے پوچھے گی اور تم اپنے باپ کا نام بھی نہ بتا سکو گے۔"

"چلو جلدی کہو کیا کہنا ہے۔ میں اس وقت عدیم الفرصت ہوں۔"

"اچھا تو سنو۔ تمہاری گاڑی میں ربر کا ایک بڑا سا تھیلا موجود تھا۔"

"ہائیں تم میری ساری مونگ پھلیاں تو نہیں کھا گئیں۔"

"گھبراؤ نہیں ابھی تمہاری عقل اپنی سطح پر آ جائے گی۔" جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ "اس تھیلے میں سے آدمی کا سر برآمد ہوا ہے۔"

"میں اس گدھے کو گولی مار.... آں.... کیا....!" کیا کہا تم نے "ایک آدمی کا سر جس سے تازہ تازہ خون ٹپک رہا تھا۔"

"مرسی فل لارڈ.... کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔"

"کیا تم آرہے ہو۔" جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

"اگر تم ایک بیوقوف کو مزید بیوقوف بنانے کا ارادہ نہیں رکھتیں تو آنا ہی پڑے گا۔"

"تمہیں یقین نہیں آیا....اچھا۔ تو اب تمہیں کوتوالی ہی سے اس کی اطلاع ملے گی۔"

"ٹھہرو میرا خیال ہے کہ تم اس سلسلے میں ایکس ٹو سے بھی گفتگو کرو.... سنو حالات کچھ ایسے ہی درپیش ہیں کہ میری کار سے گدھے کا سر بھی برآمد ہو سکتا ہے۔"

"اچھا ٹھہرو میں اسے فون کرتی ہوں۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا اور پھر فوراً ہی سلیمان نے اطلاع دی کہ پرائیویٹ فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔

ایک بار پھر جولیا کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنی روئیداد بیان کر رہی تھی۔ آخر میں اس نے کہا۔

"جب میں گھر پہنچ کر کار سے اتر رہی تھی تو پچھلی سیٹ پر ایک تھیلا نظر پڑا چونکہ وہ غیر معمولی ساخت کا تھا اس لئے میں نے اسے اٹھا کر دیکھا۔ اس میں کسی آدمی کا سر تھا اور کچھ خون، تھیلا ربر کا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے سر کو جسم سے الگ ہوئے دیر نہیں گذری۔"

"اچھا.... اس سر کی تصویر لے کر اسے سیکریٹ سروس کی طرف سے پولیس کے حوالے کر دو۔"

"کیا عمران اس کیس کے متعلق مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔"

"یقیناً.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ تمہاری مدد کو کیسے پہنچتا اور پھر تمہیں تو شائد کیس کے سر پیر ہی کا پتہ نہ ہو۔ تم اس کی فکر مت کرو فی الحال جو کچھ کہا جائے کرتی رہو۔"

"بہت بہتر جناب۔"

سلسلہ منقطع ہو گیا۔ روشی جو اس سے پہلے بھی گفتگو کا کچھ حصہ سن چکی تھی۔ عمران کے سر پر سوار ہو گئی۔ عمران جلدی میں تھا اس لئے بتانا ہی پڑا۔ لیکن وہ اس پر تیار نہیں ہوا کہ روشی بھی اس کے ساتھ جائے گی۔

✧

عمران جولیا کے فلیٹ میں اس وقت داخل ہوا جب لیفٹیننٹ چوہان سر کے فوٹو لے رہا تھا۔

"آپ آگئے" تنویر نے اس انداز میں کہا جیسے یہ جملہ کوئی شاندار پھبتی رہا ہو۔

"تمہاری موجودگی کا علم نہیں تھا۔" عمران نے ایسے خوفزدہ لہجے میں کہا جیسے واقعی اس سے کوئی بڑا جرم سرزد ہو گیا ہو۔

"یہ سر تمہاری گاڑی سے برآمد ہوا تھا۔"

"کہیں ایک آدھ پڑا رہ گیا ہو گا۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"کیا مطلب!"

"پچھلی رات میں نے ایسے ہی ڈیڑھ ہزار سر کار میں بھر کر دریا میں پھینکے تھے۔ دھڑ کھانے کے لئے رکھ لیتا ہوں اور سر تلف کر دیتا ہوں تاکہ پکڑا نہ جاسکوں۔"

پھر عمران نے قریب سے سر کا جائزہ لیا اور کچھ دیر بعد جولیا سے پوچھا۔ "کیوں یہ اُن چاروں آدمیوں میں سے تو نہیں تھا جنہوں نے تمہیں عمارت میں روکا تھا۔"

"نہیں...." جولیا نے جواب دیا اور کچھ سوچنے لگی۔

تصویریں لی جاچکی تھیں اس کے بعد وہ سر دفتر اُمور خارجہ میں بھجوا دیا گیا۔ جہاں سے وہ پولیس کے سپرد کیا جاتا۔

پھر جولیا کے فلیٹ میں عمران کے سوا اور کوئی نہیں رہ گیا۔

"مجھے یہ تصویریں چھ گھنٹے کے اندر اندر ملنی چاہئیں۔" عمران نے کہا۔

"کیوں۔"

"ایکس ٹو کی بکواس کے مطابق اس کا خیال ہے کہ نالائقوں کی اس ٹیم میں صرف میں اس آدمی کے متعلق معلومات فراہم کر سکوں گا۔"

"میں ایکس ٹو سے معلوم کئے بغیر ایسا نہیں کر سکوں گی۔"

"ٹھہرو...." عمران نے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اتنی تیزی سے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے کہ جولیا دھوکہ کھا گئی۔ اگر وہ ڈائیل کی طرف متوجہ ہوتی تو یہ معلوم کر لینا مشکل نہیں تھا کہ وہ نمبر کسی اور کے تھے۔

"ہیلو.... مائی.... ڈیئر مسٹر ایکس ٹو" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "میں جولیا نافٹنر واٹر کے فون پر بول رہا ہوں۔"

"یس سر" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"یہ جولیا تصویریں دینے سے انکار کر رہی ہے۔"

"کیسی تصویریں جناب۔"

"اس سے کہہ دیا جائے کہ وہ چھ گھنٹے کے اندر اندر تصویریں میرے حوالے کر دے۔"

"بہت بہتر جناب۔ آپ ریسیور اسے دے دیجئے۔"

عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر ریسیور بڑھا دیا۔

"یس سر" جولیا کی آواز کانپ رہی تھی۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ایکس ٹو کی آواز کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔ "تصویریں چھ گھنٹے کے اندر اندر عمران کے سپرد کر دو۔"

"بہت بہتر جناب" جولیا نے کہا۔ پھر اس کے علاوہ بھی کچھ اور کہنا چاہتی تھی کہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا اور جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر ریسیور رکھ دیا۔

"کیوں کیا اس گدھے نے تمہیں گالی دی ہے۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

"بے کار بکواس نہ کرو۔"

"تم نے منہ تو ایسا ہی بنایا تھا۔"

"ہاں اس نے مجھے گالی دی تھی پھر تم اس کا کیا بگاڑ لو گے۔"

"تلاش کر کے اسے ذبح کر ڈالوں گا۔ لیکن اس کا سر میری گاڑی میں نہیں پایا جائے گا۔"

"اوہ.... تم میرے لئے.... اتنا کرو گے۔"

"میں تمہارے لئے ساری دنیا کو قتل کر سکتا ہوں۔"

"بیٹھ جاؤ...." جولیا مسکرائی۔ "تمہارے چہرے سے تھکن ظاہر ہو رہی ہے۔ چائے پیؤ گے یا کافی۔"

"جو کچھ بھی مل جائے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "لیکن چائے یا کافی پلانے سے پہلے ہی سن لو کہ مجھے اصل معاملہ کا علم نہیں ہے۔ میں آنکھ بند کر کے بس اتنا ہی کر رہا ہوں جتنا مجھ سے کہا جاتا ہے۔"

جولیا کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار دکھائی دیئے اور پھر غائب ہو گئے۔ دفعتاً اس نے چونک کر کہا "اوہ میں بھی کتنی احمق ہوں خواہ مخواہ تمہیں چائے کی دعوت دے بیٹھی۔ شکر کہاں ہے۔ پچھلے ہفتے سے راشن کارڈ پر شکر نہیں ملی۔"

"نہیں ملی نا" عمران خوش ہو کر بولا۔ "خیر پرواہ نہیں ایسے ہی مواقع پر نمک کی چائے پی لیتا ہوں۔ لیکن آج کل جب کہ شکر کا قحط ہے کسی کو شکر کے دام نہ دے بیٹھنا۔"

"کیوں"

"پچھلے ماہ جب انڈوں کا قحط پڑا تھا ایک صاحب مجھ سے چار درجن انڈوں کی قیمت لے گئے

تھے۔ ہوا یہ کہ میں انڈوں کے بغیر اداس بیٹھا تھا کہ ایک صاحب تشریف لائے مجھے اداس دیکھ کر خود بھی اداس ہونے والے تھے کہ میں نے اپنی اداسی کا سبب بتا دیا چہک کر بولے، ارے واہ اتنی سی بات کے لئے آپ اداس بیٹھے ہیں۔ ارے میرے چچا کے سالے کے خالو کے نواسے مرغیوں کی انجمن کے صدر ہیں جتنے انڈے درکار ہوں، ان کی قیمت عنایت کیجئے کل ہی صبح انڈے پہنچ جائیں گے لہٰذا پرسوں اٹھائیس ویں صبح کو ان سے ملاقات ہوئی میری صورت دیکھتے ہی بے تحاشہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے پھر بڑی مشکل سے بتایا کہ ان کے چچا کے سالے کے خالو کے نواسے جو مرغیوں کی انجمن کے صدر تھے۔ انڈوں کی قیمت جیب میں ڈال کر گھر سے باہر نکلے ہی تھے کہ ایک بس سے ٹکرا کر مرغیوں کی صدارت کا مسئلہ جھگڑے میں چھوڑتے ہوئے ہمیشہ کے لئے چل بسے۔"

"مگر تم اب تک کیوں زندہ ہو۔" جولیا اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"نمک کی چائے پینے کے لئے۔" بڑی سادگی سے جواب دیا گیا۔

"اسٹوو میں تیل نہیں ہے۔"

"میں جھپٹ کر تیل لے آؤں گا۔"

"چائے کی پتیاں بھی نہ ہوں گی آج تیس تاریخ ہے۔"

"تیل کے ساتھ چار آنے کی چائے بھی لیتا آؤں گا۔"

"اوہو.... میں بھول گئی تھی۔ اسٹوو ہی خراب ہو گیا ہے۔"

"میں چائے کی پتیاں چبا کر اوپر سے دودھ کا گلاس چڑھا جاؤں گا۔ تم خواہ مخواہ فکر کرتی ہو۔"

"چائے نہیں ملے گی۔" جولیا جھنجھلا گئی۔

"تم کوشش تو کرو۔ ضرور ملے گی۔ نپولین کی والدہ نے کہا تھا کہ دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔"

"تو نپولین کی والدہ ہی تمہیں چائے بھی پلائے گی۔"

"ہائیں.... نہیں۔" عمران کے لہجے میں مسرت آمیز تحیر تھا۔ "یہ تو بڑی اچھی خبر ہے۔ کیا نپولین ہی نام رکھو گی۔"

جولیا جھینپ گئی اور پیپر ویٹ اٹھا کر کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "بس چلے ہی جاؤ یہاں سے ورنہ اچھا نہ ہو گا۔"

"ارے ارے.... یعنی کہ...."

"یعنی کہ تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔ جاؤ یہاں سے۔"

عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا اور پھر گلو گیر آواز میں بولا۔ "میں چائے نہیں پیوؤں گا۔ ممی کہتی ہیں کہ چائے پینے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے اور کہیں سے رخصت ہونے میں جلدی کرنے سے بعض اوقات ہاتھ پیر ٹوٹ جاتے ہیں۔"

"نہیں تمہیں جانا پڑے گا۔"

"یہ بھی ممکن ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن اسی صورت میں جب تم ہر دسویں منٹ پر چوہان کو پرنٹ کے لئے فون کرو۔ میں ان تصویروں کے پرنٹ لئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا اگر زیادہ بور کرو گی تو میں تمہارے چوہے ایکس ٹو کو بور کروں گا۔"

جولیا بیٹھ گئی اس کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا اور وہ عمران کو اس طرح گھور رہی تھی جیسے کچا ہی چبا جائے گی۔ عمران چیونگم کا پیکٹ پھاڑنے لگا اور اس کے چہرے پر حماقت کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔

اسی شام کو عمران گیارہویں شاہراہ والی گلی کے اس مکان کے نیچے کھڑا کچھ سوچ رہا تھا جسے دیکھنے کے لئے وہ جگو نامی مڈوائف کو یہاں لایا تھا۔

عمران کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک سوٹ کیس بھی تھا۔

کچھ دیر بعد وہ صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن پھر جہاں تھا وہیں رک گیا کیونکہ ایک پولیس انسپکٹر اندر سے باہر آرہا تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ ٹھٹک گیا۔ شاید وہ اس سے واقف تھا۔

"عمران صاحب آپ یہاں کیسے؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"یہی سوال میں آپ سے بھی کر سکتا ہوں۔"

"اوہ.... مگر میرا خیال ہے کہ یہ کوئی ایسا پیچیدہ کیس نہیں ہے۔ کیا اس بوڑھی نے آپ سے بھی مدد مانگی ہے۔"

"کس بوڑھی نے۔"

"وہ جو اس مکان میں رہتی ہے۔"

"مگر میرا خیال ہے کہ یہاں کوئی بوڑھی عورت نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"تب تو شائد آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ غالباً اندر ہی جا رہے ہیں۔"

"جی ہاں میں اندر جاؤں گا مگر ابھی آپ نے کسی کیس کا تذکرہ کیا تھا۔"

"جی ہاں.... بوڑھی عورت نے رپورٹ درج کرائی ہے کہ اس کا داماد اس کے نوزائیدہ نواسے کو اٹھا لے گیا ہے۔"

"اوہ.... تو اس کے بچہ ہو گیا۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"جی ہاں! اس بیچاری کو غش پر غش آ رہے ہیں۔"

"چچ چچ" عمران نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "یہ بہت بُرا ہوا۔ اس کا شوہر حقیقتاً کریک ہے۔ بالکل کریک۔"

"آپ جانتے ہیں اسے۔"

"جی نہیں، انہیں لوگوں سے سنا ہے۔ آج تک ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔"

"بہتر ہے.... جائیے.... ممکن ہے آپ ہی اس بیچاری کو تسکین دے سکیں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ انسپکٹر اس سے مصافحہ کر کے آگے بڑھ گیا تھا۔ اب عمران کی توجہ صدر دروازے کی طرف تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک معمر عورت دروازے پر کھڑی اس کے ہاتھ میں لٹکے ہوئے سوٹ کیس کو تحیر آمیز نظروں سے گھور رہی ہے۔

"بڑی مصیبت ہے محترمہ" عمران نے دروازے کے قریب رک کر ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر آہستہ سے بولا۔ "اس مردود کا کہیں پتہ ہی نہیں چلتا۔"

"مم.... مگر یہ سوٹ کیس...." بوڑھی عورت نے کپکپائی ہوئی آواز میں کہا۔ "آیئے اندر تشریف لے چلئے۔ آپ شائد محکمہ سراغرسانی سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"جی ہوں۔" عمران کا لہجہ مغموم تھا۔

وہ اسے نشست کے کمرے میں لائی۔ عمران نے بیٹھتے ہوئے سوٹ کیس فرش پر اپنے پیروں کے قریب رکھ لیا۔

"یہ سوٹ کیس تو اسی نامراد کا ہے۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں۔"

"محض اژدھے کی اس تصویر کی بناء پر جو اس کے اوپر بنی ہوئی ہے۔"

"کیا ضروری ہے کہ جس سوٹ کیس پر اژدھے کی تصویر موجود ہو وہ اُسی کا ہوگا۔"

"اس کی ہر چیز پر اسی قسم کی تصویر ہوتی تھی جناب۔"

"آہا.... کیا.... آپ مجھے اس کی کوئی ایسی چیز دکھا سکتی ہیں جس پر اژدھے کی تصویر ہو۔ مطلب یہ کہ اس سوٹ کیس کے علاوہ....؟"

"مجھے افسوس ہے کہ میں ایسی کوئی چیز نہ دکھا سکوں گی کیونکہ وہ اپنی ایک ایک چیز سمیٹ کر لے گیا ہے۔"

"ویسے کم از کم دو ایک چیزوں کے نام تو بتا ہی سکیں گی جن پر یہ تصویر تھی۔"

"ٹھہریئے ایک تو انگشتری ہی تھی وہ بھی اژدھے کی شکل کی تھی یعنی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اژدھے نے اپنی دم موڑ کر منہ میں دبالی اور اژدھے کے سر پر ایک بڑا سا ہیرا تھا۔"

"ہوں...." عمران جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا۔ "میرے پاس بھی ایسی ہی ایک انگشتری ہے لیکن وہ آپ کے داماد ہی کی ہو سکتی ہے۔"

"لایئے۔ دیکھوں۔" عورت مضطربانہ انداز میں بولی۔ عمران نے انگشتری اس کی طرف بڑھادی۔

"بالکل.... قطعی...." عورت کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "یہ انگشتری اسی کی ہے۔ کیا آپ کے پاس پلاٹینم کا وہ سگریٹ کیس بھی ہے جس پر اژدھے کی تصویر ہے۔"

"صبر...." عمران اٹھ کر بولا۔ "لایئے انگشتری مجھے دیجئے۔ ٹھیک۔ شکریہ اب یہ فرمایئے آپ کی لڑکی کی شادی کا سرٹیفکیٹ کہاں ہے۔"

"سس.... سر.... ٹی...." عورت ہکلائی۔

"نہیں ہے۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "پھر اس حماقت کی کیا ضرورت تھی۔ تم نے بچے کی گمشدگی کی رپورٹ کیوں درج کرائی۔"

عورت کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور وہ بُری طرح ہانپ رہی تھی۔ اس کے ہونٹ ہلے ضرور لیکن آواز نہ نکلی۔

"بولو.... جواب دو.... آخر اس حماقت کی کیا ضرورت تھی تمہارے پڑوسیوں تک کو

تمہارے کسی داماد کا علم نہیں ہے۔"

عورت تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔ "مجبوریاں سب کچھ کرا دیتی ہیں جناب۔"

"ہاں میں اسے یقیناً تسلیم کرلوں گا۔ یہ ایک کائناتی حقیقت ہے۔"

"لیکن شادی ہوئی تھی جناب" عورت نے کہا۔

"سرٹیفکیٹ"

"سرٹیفکیٹ بھی اُسی کے پاس ہے۔"

"لیکن تمہارے پڑوسی اس سے لاعلم ہیں کہ تمہاری لڑکی شادی شدہ ہے۔"

"یقیناً لاعلم ہوں گے۔" عورت نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"پھر یہ کیا قصہ ہے۔ بات کو بڑھائے بغیر کم سے کم الفاظ میں بیان کر جاؤ۔ پولیس کو شبہ ہے کہ تم اسے دھوکہ دینے کی کوشش کررہی ہو۔"

"یہ شادی ایک مجبوری کے تحت ہوئی تھی" عورت نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "دونوں صرف دوست تھے۔ ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ میری لڑکی اب اسی صورت میں باعزت طور پر زندگی بسر کرسکتی ہے جب وہ دونوں شادی کرلیں ورنہ کچھ ہی دنوں بعد ان کی لغزش منظر عام پر آجائے گی۔ میں نے بڑی مشکلوں سے آرتھر کو شادی پر رضامند کیا لیکن وہ یہاں ہمارے ساتھ نہیں تھا۔ شادی کا سرٹیفکیٹ بھی اس نے اپنے پاس ہی رکھا تھا اور شادی سے قبل اس نے یہ شرط رکھی تھی کہ اشد ضرورت پڑنے ہی پر وہ شادی کا راز ظاہر کرسکے گا۔ ورنہ ہمیں اس سلسلے میں خاموشی اختیار کرنی پڑے گی۔ لڑکی شادی کے تین ماہ بعد ہی گوشہ نشین ہوگئی.... ظاہر ہے ایسے حالات میں اسے گوشہ نشین ہونا ہی چاہئے تھا۔ آرتھر کا کہنا تھا کہ وہ مجبوراً شادی اتنی پوشیدگی کے ساتھ کررہا ہے۔ مجبوری یہ بتائی تھی کہ اس شادی سے ایک ایسے وصیت نامے پر بُرا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے جس کی رو سے وہ دو سال بعد ایک بہت بڑی جائیداد کا مالک ہو جائے گا.... مگر...." وہ ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگئی۔

"ہاں بیان جاری رکھو۔" عمران نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بچے کی پیدائش والی رات وہ بچے سمیت غائب ہوگیا۔ اس کا یہ سوٹ کیس بھی یہیں تھا۔ یہ بھی دوسری صبح نہیں ملا۔"

"کیا پیدائش والی رات وہ یہیں سویا تھا۔"

"جی ہاں۔ پہلی بار.... اور اپنے ساتھ یہ سوٹ کیس بھی لایا تھا۔ اس پر بھی اژدھے کی تصویر دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی تھی۔"

"ویسے تو وہ کبھی کبھی یہاں آتا ہی رہا ہوگا۔"

"جی ہاں۔ آتا تھا اور لڑکی کے لئے جو اخراجات دیتا تھا وہ باحیثیت آدمیوں کے لئے تھے۔"

"ویسے خود اس کا کہاں قیام تھا۔"

"وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ اس کا جہاں بھی قیام ہوتا ہے عارضی ہوتا ہے ویسے دو سال بعد وہ شہر کی کئی بڑی بڑی عمارتوں کا مالک ہو جائے گا.... مگر جناب.... آپ اس طرح اس کے متعلق چھان بین کر رہے ہیں جیسے اس کے متعلق پہلے ہی سے بہت کچھ جانتے ہوں۔"

"غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرو۔ میں تمہاری لڑکی سے بھی ملنا چاہتا ہوں۔"

"اسے بہت تیز بخار ہے جناب اور اس کی ذہنی حالت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔"

"میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "رہی ذہنی حالت تو مجھے تمہاری ذہنی حالت پر بھی اعتماد نہیں ہے۔"

"نہ ہو" عورت جھنجھلا گئی۔ "اب تو جو کچھ ہوا ہے بھگتنا ہی پڑے گا لیکن وہ کمینہ اس قابل ہے کہ اسے شارع عام پر گولی مار دی جائے۔ ایک دن کے بچے کو اس طرح اٹھا لے گیا۔ چلئے.... اس نامراد کو بھی دیکھ لیجئے جس کی بدولت یہ دن دیکھنا پڑا۔"

عمران اٹھ گیا۔ وہ اسے ایک کمرے میں لائی۔ زچہ بے خبر سو رہی تھی اور اس کا چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔ تیز بخار کی علامتیں موجود تھیں۔ عمران اسے چند لمحے دیکھتا رہا پھر کمرے پر سرسری نظر ڈالتا ہوا باہر نکل آیا۔ عورت اسے پھر نشست کے کمرے میں لائی۔

"خدارا، مجھے بتائیے.... کیا بچے کا سراغ مل گیا ہے۔" عورت نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "اگر بچہ نہ ملا تو وہ مر جائے گی۔"

"بیٹھ جائیے" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کیا آپ اس کی کوئی تصویر مہیا کر سکیں گی۔"

"تصویر.... اس کمبخت نے آج تک میری لڑکی کی یہ خواہش پوری نہیں کی۔ وہ چاہتی تھی کہ کم از کم ایک ہی تصویر اس کے ساتھ کھینچوائے لیکن وہ ہمیشہ ٹالتا رہا۔ بہر حال اب احساس ہو رہا

ہے کہ وہ پکا فراڈ تھا۔ خدا کے لئے کسی طرح بچے کو تلاش کیجئے جناب۔"

"تصویر بھی نہیں مل سکے گی۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"مگر... مگر... اچھا اس کا حلیہ ہی بتاؤ۔ نام کیا تھا اس کے کسی دوست سے تو ضرور واقف ہو گی۔"

"اس نے اپنا نام میک آرتھر بتایا تھا۔ ہم اس کے کسی دوست سے واقف نہیں۔ وہ متوسط قد اور اچھے جسم کا آدمی ہے۔ رنگت گوری مونچھیں اخروٹ کے رنگ کی.... بائیں گال کی ہڈی پر سرخ رنگ کا بڑا سا تل....!"

"اوہ...." عمران نے حیرت پر قابو پانے کی کوشش کی۔ پھر جلدی سے بولا۔ "اس کی قیام گاہ کا پتہ بتاؤ۔ میں کوشش کروں گا کہ بچہ واپس آسکے۔"

"کیا وہ ابھی تک آپ کے ہاتھ نہیں لگا۔ پھر یہ سوٹ کیس....!"

"میری بات کا جواب دیجئے۔ میں اس کا پتہ چاہتا ہوں۔ آپ کسی ایسے آدمی سے اپنی لڑکی کی شادی نہیں کر سکتیں جس کا پتہ نہ معلوم ہو۔ دنیا کی کوئی لڑکی بھی اس پر تیار نہیں ہو سکتی۔"

"میں کب کہتی ہوں کہ مجھے اس کی قیام گاہ کا پتہ نہیں معلوم۔ سب سے پہلے میں وہیں گئی تھی، لیکن جب وہاں قفل پڑا دیکھا تو اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی کہ پولیس کو اس کی اطلاع دے دوں۔"

"لیکن.... ٹھہریئے.... کیا آپ نے یہی بیان پولیس کو بھی دیا ہے۔"

"نہیں۔ میں بہت زیادہ غصے میں تھی اور مجھے اپنے ذہن پر قابو پانا محال ہو رہا تھا۔ لہٰذا میں نے بہت سی غلط سلط باتیں اپنی رپورٹ میں درج کرا دی تھیں۔ لیکن اب مجبوراً انہی پر قائم ہوں بیان کیسے بدل سکتی ہوں۔"

"پھر مجھ سے سچی بات کیوں کہہ دی۔"

"کسی نہ کسی سے سچ بولنا ہی پڑتا ہے اور نہ جانے کیوں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ عام پولیس والوں کی طرح وحشی نہیں ہیں۔"

"میں ان سے بھی زیادہ وحشی ہوں۔ ہاں وہ کون سی باتیں تم نے رپورٹ میں غلط درج کرائی ہیں۔"

"یہی کہ وہ میرے ساتھ ہی رہتا تھا۔ میں نے یہ نہیں بتایا کہ شادی کن حالات میں ہوئی

تھی.... اگر یہ بتاتی تو شاید میری صحیح الدماغی ہی پر شبہ کیا جانے لگتا اسی لئے....“

وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گئی۔

”لیکن اگر پولیس پڑوسیوں سے پوچھ گچھ کر بیٹھی تو۔“

”کہہ تو رہی ہوں کہ اس وقت.... میرا دماغ قریب قریب ماؤف ہو چکا تھا۔ میں صرف یہ چاہتی تھی کہ اس جرم کی سزا کے طور پر اسے زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچ سکے۔ میں نے تو اپنی رپورٹ میں یہ بھی درج کرایا ہے کہ وہ میرے سیف بکس سے پانچ ہزار کے نوٹ بھی چرا لے گیا ہے۔ اب آپ مجھے مشورہ دیجئے کہ میں اس سلسلے میں کیا کروں۔“

”میں بتاؤں گا۔ لیکن تمہیں سب سے پہلے اپنی لڑکی کی خبر لینی چاہئے۔ وہ بہت زیادہ بیمار معلوم ہوتی ہے۔“

”مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ میں اسے کسی ہسپتال میں داخل کرا سکوں۔“

”ذریعہ معاش کیا ہے تمہارا۔“ عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

”چند آبائی مکانات کا کرایہ جو اتنا زیادہ نہیں ہوتا کہ ہم حقیقتاً خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔“

”فکر مت کرو۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”میں اس کی دیکھ بھال کے لئے ایک یوریشین نرس بھیج دوں گا.... وہ تم سے کچھ طلب نہیں کریں گی اسے خدمت خلق کا شوق ہے۔“

”ارے آپ کہاں تکلیف کریں گے۔“

”نہیں۔ مجھے تم لوگوں سے بے حد ہمدردی ہے لیکن تم اب اپنی زبان بند ہی رکھنا۔ اس سوٹ کیس یا ان چیزوں کا تذکرہ تو بالکل ہی نہ آنے پائے جن پر تم اژدھے کی تصویریں دیکھ چکی ہو۔“

”پولیس والے اگر پوچھیں۔“

”میں پولیس ہی کے متعلق کہہ رہا ہوں۔“

”کیوں۔ کیا آپ کا تعلق پولیس سے نہیں ہے۔“ عورت نے حیرت سے کہا۔

”خفیہ پولیس.... کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ سب انسپکٹر مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے رکا تھا۔“

”جی ہاں.... جی ہاں....!“

”بس اب.... اس کی قیام گاہ کا پتہ بتاؤ۔“ عمران کلائی کی گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔

"گریشم اسٹریٹ کا پانچواں مکان....!"

عمران نے نوٹ بک نکال کر نام اور پتہ تحریر کیا۔

"اچھا نرس دو گھنٹے کے اندر ہی پہنچ جائے گی۔" اس نے کہا اور واپسی کے لئے اٹھ گیا۔ عورت اس کے ساتھ دروازے تک آئی۔

پھر عمران نے پہلے نظر آنے والے پبلک ٹیلی فون بوتھ سے اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائیل کئے۔ روشی موجود تھی اس نے کہا۔ "کیوں۔ روشی تمہیں اس خاندان سے ہمدردی ہے نا۔"

"ہاں قطعی۔" روشی نے جواب دیا۔

"اچھا تو سنو۔ وہ دونوں عورتیں یا تو پکی فراڈ ہیں یا سو فیصدی معصوم، اگر وہ معصوم ہیں تو یہ سمجھ لو کہ ان کی زندگیاں بھی خطرے میں ہیں۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"سمجھنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ تم وہاں فوراً پہنچ جاؤ تمہیں ایک نرس کی حیثیت سے زچہ کی خبر گیری کرنی ہے، لیکن اپنا پستول ساتھ رکھنا مت بھولنا۔"

"کیا انہیں معلوم ہے کہ میں بحیثیت نرس وہاں قیام کروں گی۔"

"ہاں انہیں علم ہے۔ بس تم اتنا ہی کہہ دینا کہ زچہ کی خبر گیری کے لئے آئی ہو لیکن تمہاری حیثیت صرف نرس کی سی ہو گی۔ تم پوچھ گچھ نہیں کرو گی، بس اپنی آنکھیں کھلی رکھنا۔"

عمران نے مزید بحث و تکرار سے بچنے کے لئے اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب اس کی کار پھر اسی مڈوائف کے مکان کی طرف جا رہی تھی جس نے زچگی کرائی تھی۔ وہ گھر ہی پر ملی اور عمران کی شکل دیکھتے ہی اس کی رنگت زرد ہو گئی۔ عمران نے جیب سے وہ تصویر نکالی جس کے لئے وہ جولیانا فنٹر واٹر کو کافی دیر تک بور کرتا رہا تھا۔ یعنی اسی کٹے ہوئے سر کی تصویر جو اس کی کار سے برآمد ہوا تھا۔

"اوہ.....جی ہاں...." مڈوائف جلدی سے سر ہلا کر بولی۔ "یہ وہی آدمی ہے جو زچگی کرانے کیلئے مجھے لے گیا تھا۔"

"پہچاننے میں دھوکہ تو نہیں کھا رہیں۔" عمران نے کہا۔

"نہیں جناب یہی تھا۔"

"اس کی مونچھیں کس رنگ کی تھیں۔"

"ویسی ہی جیسی انگریزوں کی ہوتی ہیں۔ ہلکا.... نہیں دیکھئے کون سا رنگ بتاؤں.... کشمشی۔"

"اور کوئی خاص بات۔"

"میں نہیں سمجھی جناب۔"

"چہرے پر کوئی ایسا نشان جو بہت نمایاں ہو۔"

"نشان تو نہیں تھا، البتہ سرخ رنگ کا ایک بڑا سا تل تھا.... اُبھرا ہوا تل۔"

"اچھا شکریہ.... ہو سکتا ہے کہ میں اس کے بعد بھی تم سے ملتا رہوں۔"

کچھ دیر بعد عمران گریشم اسٹریٹ میں داخل ہو رہا تھا۔ کار اس نے کافی فاصلے پر چھوڑ دی تھی اور اب پیدل چل رہا تھا۔ پانچویں مکان کی دیوار پر میک آرتھر کے نام کی تختی نظر آئی لیکن مکان مقفل تھا۔ عمران نے رفتار تیز کر دی وہ جلد از جلد کسی ایسی جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں ٹیلیفون مل سکے۔

اس نے ایک دوا فروش کی دکان سے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف بلیک زیرو ہی تھا۔

عمران نے کہا۔ "بلیک زیرو۔ تم بحیثیت ایکس ٹو میرے ماتحتوں کو ہدایت کرو کہ وہ گریشم اسٹریٹ کے پانچویں مکان کی نگرانی کریں۔ مکان پر میک آرتھر کے نام کی تختی لگی ہوئی ہے اور مکان مقفل ہے اگر کوئی آدمی اس مکان میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسکی بھی نگرانی کی جائے۔"

"بہت بہتر جناب۔ مگر کم از کم کتنے آدمیوں کو کام پر لگایا جائے۔"

"میرے خیال سے تین کافی ہوں گے۔ تم صفدر سارجنٹ نعمانی اور لیفٹیننٹ چوہان کو اس کام پر مامور کر سکتے ہو خیر.... ہاں کوئی نئی خبر۔"

"نہیں جناب۔ فی الحال تو کوئی نئی خبر نہیں ہے۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

سورج غروب ہو چکا تھا۔ عمران اپنے فلیٹ میں واپس آ گیا۔ اس کے ذہن میں بیک وقت کئی

خیالات چکرا رہے تھے۔ اب یہ معاملہ اچھا خاصہ معمہ بن گیا تھا۔ مقتول جس کا سر اس کی کار میں پایا گیا تھا بوڑھی عورت کا داماد تھا۔ شادی پراسرار طور پر ہوئی تھی۔ زچگی والی رات کو اس نے پہلی بار بوڑھی کے گھر میں قیام کیا تھا اور اپنے ساتھ ایک سوٹ کیس لایا تھا جس پر اژدھے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ صبح جب بوڑھی بیدار ہوئی تو وہ سوٹ کیس اور بچے سمیت غائب تھا۔ اسی دن اسی سوٹ کیس میں بچے کی لاش ملی۔ گویا وہ سوٹ کیس بوڑھی کے گھر اسی لئے لایا گیا تھا کہ بچے کی لاش اس میں رکھ کر شارع عام پر ڈال دی جائے۔ بوڑھی کا بیان تھا کہ اس کے پاس ایک ایسی انگوٹھی بھی تھی کہ جس کی بناوٹ اژدھے کی سی تھی۔ اس نے ایسے ہی ایک سگریٹ کیس کا بھی تذکرہ کیا تھا جس پر اژدھے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ انگوٹھی اور سوٹ کیس پراسرار حالات میں پولیس تک پہنچ چکے تھے لیکن ابھی سگریٹ کیس باقی تھا۔

یہ سب کیا تھا؟ پھر وہ آدمی قتل بھی کر دیا گیا۔ جس کے قبضے میں یہ تینوں چیزیں تھیں۔ شاید وہ ان چیزوں سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔ ورنہ وہ ایسے عجیب و غریب حالات میں پولیس تک کیسے پہنچتیں۔ لیکن اسے قتل کس نے کر دیا.... قتل کی وجہ؟

اچانک پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی.... عمران دوسرے کمرے میں آیا۔

"ہیلو"

"جولیانا.... سر....!"

"یس....!"

"شہر کے مختلف حصوں میں تین سر اور پائے گئے ہیں۔"

"کیا تم نے انہیں دیکھا ہے۔"

"جی ہاں! اور یہ سر انہیں چار آدمیوں میں سے تین کے ہیں جنہوں نے مجھے اس عمارت میں قید کیا تھا۔"

"ایک اور پیچیدگی۔" عمران بڑبڑایا۔

"میں نہیں سمجھی جناب۔"

"کچھ نہیں۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ لیکن پھر فوراً ہی سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے اور انہیں ان تین سروں کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اسے ان کی تصویریں

بھی درکار ہیں۔

"وہ چار آدمی" عمران سوچنے لگا جنہوں نے جولیا کو اس عمارت میں قید کیا تھا اور اسے وہیں چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔ کیا وہ بھی اسی آدمی سے تعلق رکھتے تھے جس کا سر اس کار میں پایا گیا تھا اور اس آدمی کا تعلق تو اس عمارت سے صاف ظاہر تھا کیونکہ وہ انگوٹھی اسی عمارت سے پھینکی گئی تھی۔ لیکن اس کا سر اس کی کار میں کیوں ڈال دیا گیا تھا۔ کیا اس کے قاتل وہی چاروں آدمی تھے جنہوں نے جولیا کو قید کیا تھا۔ مگر ان میں سے تین آدمیوں کا قاتل کون تھا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اسے پھاڑنے ہی جا رہا تھا کہ اس کا ملازم سلیمان آ کر سامنے کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے" عمران نے ڈانٹ کر پوچھا۔

"منگل کی آٹھویں تاریخ کو میں نے آپ سے جو دس روپے قرض لئے تھے واپس کر دیجئے۔ مجھے سخت ضرورت ہے۔" سلیمان نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"جب ضرورت ہو گی تو میں پھر قرض لے لوں گا۔"

"اب کچھ نہیں ملے گا بھاگ جاؤ۔"

"نہیں صاحب میں تو لے کر رہوں گا.... آج موسم بڑا سہانا ہے.... آپ ہی کی عزت ہوتی ہے پچھلی رات میں آپ کا ڈنر سوٹ پہن کر چانڈو خانے گیا تھا۔ جس نے دیکھا بس دیکھتا ہی رہ گیا پھر سب نے ٹھنڈی سانسیں لیں اور کہا ہاں بھائی بڑے آدمی کے نوکر بھی بڑے ہی ہوتے ہیں۔"

"میرا ڈنر سوٹ پہن کر چانڈو خانے گیا تھا۔" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"جی ہاں اور آج کسی بار میں جاؤں گا۔ ڈنر سوٹ پہن کر مجھ سے تو دیسی نہیں پی جائے گی۔"

"ابے ہوش میں ہے یا نہیں۔"

"جی ہاں۔ ابھی تو ہوش ہی میں ہوں۔ آج کریم کلر والا سوٹ پہنوں گا۔"

"اے سلیمان کے بچے۔ مارتے مارتے کھال گرا دوں گا تو میرے سوٹ پہنا کرتا ہے۔"

"کیا کروں سرکار مجبوری ہے۔ اگر نہ پہنوں تو یہ کیسے معلوم ہو گا کہ میں عمران صاحب کا نوکر ہوں۔"

"چاہے عمران صاحب لنگوٹی ہی کیوں نہ لگائے پھریں۔"

"یہ تو اور بھی تعریف کی بات ہے لوگ کہیں گے۔ یہ وہ بڑا آدمی ہے جو خود تو لنگوٹی لگائے پھرتا ہے، لیکن اس کے نوکر گورنر جنرل معلوم ہوتے ہیں۔"

"واقعی۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"جی ہاں۔"

"اچھا لنگوٹی لگا کر پھرا کر۔ میں خود کو تیرا نوکر مشہور کردوں گا۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"دس روپے صاحب خواہ کچھ ہو جائے۔"

"ہائیں.... ابھی تو نے کیا کہا تھا بار میں جاؤں گا.... ابے کیا شراب پینے لگا ہے۔"

"شراب نہیں تو پھر کیا چرس پیئوں گا صاحب.... آپ جیسے بڑے آدمی کا نوکر اور چرس۔"

"سلیمان!"

"جی صاحب۔"

"ایک ٹانگ پر۔"

"ارے باپ رے۔" سلیمان ایک ٹانگ پر کھڑا ہوتا ہوا کراہا۔

"ایک گھنٹے کی۔"

"ارے مر گیا۔"

"سلیمان"

"جی صاحب۔"

"اگر ایک گھنٹے پہلے دوسری ٹانگ زمین پر رکھی تو ساری زندگی ایک ہی ٹانگ پر کھڑا رہنا پڑے گا۔"

"میں نے آپ سے جو دس روپے قرض لئے تھے واپس کردوں گا۔"

"کل نہیں۔ ابھی اور اسی وقت.... ابے او کبوتر کے پٹھے ہمیں کوئی مارواڑی سیٹھ سمجھتا ہے۔"

"نہیں صاحب آپ تو دن رات فاقے کرتے ہیں۔"

"ٹانگ گراؤ۔"

سلیمان نے دوسری ٹانگ بھی زمین پر رکھ دی اور پھر فوراً ہی بولا۔ "صاحب دس روپے۔"

"ابے آدمی ہے یا بٹیرا، ابھی تو نے کہا تھا کہ آپ دن رات فاقے کرتے ہیں۔"

"اب یہ آپ کی عادت ہی ہے کہ جیب میں ہزار ہزار روپے ٹھونسے فاقے کیا کرتے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ پھر بھی جتنا مجھ سے ہو سکتا ہے کرتا ہی ہوں۔ کبھی دس مانگ لئے.... کبھی بیس مانگ لئے.... کبھی تیس....!"

"شام کے کھانے میں کیا ہے۔"

"نرگسی کوفتے۔"

"خاموش۔ خاموش اگر تو نے کوئی شعر پڑھا تو سر توڑ دوں گا.... نمک حرام مجھے اُلو سمجھتا ہے۔ شعر سناتا ہے۔"

"شعر کب سنا رہا تھا صاحب۔"

"تو پھر یہ نرگسی ورگسی کیا تھا۔"

"نرگسی کوفتے۔"

"خدا کی پناہ۔" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "یہ ہانڈیوں میں کب سے شاعری چل پڑی ہے۔ ابے دیکھ اگر تو نے مجھے کبھی نرگسی کوفتے یا بلبل کے پروں کی ترکاری کھلائی تو فوراً ڈس مس کر کے ٹنڈوالہ یار بھجوا دوں گا۔ کیا سمجھا۔"

"کچھ نہیں سمجھا۔ اب آپ مجھے پھانسی دے دیجئے۔"

"ابے کبھی دس روپے کا نوٹ مانگتا ہے، کبھی پھانسی، تیرا وہ تو نہیں چل گیا۔ کیا کہتے ہیں اسے بول....!"

"کھوٹا روپیہ، جی ہاں چل گیا تھا، مگر صاحب دس روپے۔"

"تو بڑا خرانچ ہو گیا ہے۔ اب میں تیری شادی کرا دوں گا۔"

"نہیں آپ صرف دس روپے دیجئے شادی پر اس سے زیادہ لاگت آئے گی۔"

"دفان ہو۔" عمران نے جیب سے دس دس کے دو نوٹ نکال کر اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔

"بس ایک کافی ہے۔"

"نہیں دونوں۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"بڑی مصیبت ہے کس جنجال میں پھنس گیا۔" سلیمان بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "مانگوں گا ایک

ملیں گے دو.... مجھ سے آپ کی نوکری نہیں ہو سکے گی جناب۔"

"صرف ایک سال اور نکال دے سلیمان پیارے.... اگر ایک کے چار ملیں تب بھی صبر کر ایک کے آٹھ ملیں تو خون کے گھونٹ پی اور خاموش اللہ بڑا کارساز ہے۔ شاید اس کے بعد مجھے ہی تیری نوکری کرنی پڑے۔"

"اللہ مالک ہے۔" سلیمان ٹھنڈی سانس لے کر چلا گیا۔

"تھوڑی دیر بعد پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے اٹھ کر ریسیور اٹھایا۔ "ہیلو"

"بلیک زیرو سر! اس مکان کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ابھی تک کسی نے بھی اس میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی۔ قفل بدستور موجود ہے۔"

"بہت اچھا۔ میں ٹھیک گیارہ بجے اس میں داخل ہوں گا۔"

"کیا میں بھی موجود رہوں۔"

"صرف تم.... گیارہ بجنے سے پندرہ منٹ پہلے انہیں وہاں سے ہٹا دینا۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

گریشم اسٹریٹ سنسان ہو گئی تھی۔ عمران ٹہلتا ہوا پانچویں عمارت کے قریب آیا۔ بلیک زیرو پہلے ہی سے اس کا منتظر تھا۔ عمران نے جیب سے ایک باریک سا اوزار نکالا اور قفل پر جھک پڑا.... قفل کھولنے میں اس نے چند سیکنڈ سے زیادہ نہیں لئے۔

"آؤ...." وہ آہستہ سے بولا اور بلیک زیرو نے اس کے بعد عمارت میں داخل ہو کر دروازہ بہ آہستگی بند کر کے بولٹ کر دیا۔

لیکن عمران اس طرح ٹھٹک گیا جیسے کسی جانور کی طرح خطرے کی بو سونگھ لی ہو۔

"کیا بات ہے۔" بلیک زیرو نے آہستہ سے پوچھا۔

"اس اندھیرے کمرے میں کسی کالی بلی کی تلاش ہے۔"

بلیک زیرو اس پر کچھ نہیں بولا۔ لیکن وہ عمران کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف تھا اور پھر یک

بیک اس کے بھی کان کھڑے ہوگئے۔ اس نے بھی یہی محسوس کیا کہ وہاں ان دونوں کے علاوہ بھی کوئی موجود ہے۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور وہ دونوں دیوار سے جا لگے۔

"چک چک....." آواز پھر آئی۔

لیکن اس وقت اس کا رخ بدلا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے بھی محسوس کیا۔ جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کے دستے پر اس کی گرفت سخت ہوتی رہی۔ عمران کا ہاتھ اس کے شانے پر تھا۔ دفعتاً ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی وزنی چیز زمین پر گری ہو۔ اس کے بعد ہی ایک ہلکی سی چیخ کسی بند کمرے میں گھٹ کر رہ گئی۔

"آؤ" عمران آہستہ سے بولا۔ اس نے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکال لی تھی جس کی محدود روشنی میں وہ آگے بڑھے۔ عمران نے دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ یہ دروازہ مقفل نہیں تھا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اسے کھول کر وہ آگے ہی بڑھتا رہا۔ راہداری مختصر سی تھی جس میں دورویہ چار کمرے تھے، ان کے دروازے کھلے ہوئے تھے، وہ ان میں ٹارچ کی روشنی ڈالتا جارہا تھا۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا تھا اور یہ دروازہ بھی بند تھا۔ عمران رک گیا۔ دروازے کی درزوں میں روشنی نظر آرہی تھی، عمران نے ٹارچ بجھادی تھی۔ اس کی آنکھ دروازے کی جھری سے جالگی۔ اندر دو آدمی نظر آئے ایک فرش پر چت پڑا دوسرے کو بے بسی سے دیکھ رہا تھا اور دوسرا آدمی جو اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا اسے گھور رہا تھا۔ بادی النظر میں آدمی سے زیادہ کوئی گوریلا معلوم ہوتا تھا۔ اس کا قد بمشکل پانچ فٹ رہا ہوگا لیکن پھیلاؤ بہت زیادہ تھا۔ سر سے پیر تک سیاہ رنگ کا چست لباس تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سارے جسم پر سیاہ کپڑا منڈھ لیا گیا ہو..... چہرہ بھی اسی میں چھپ کر رہ گیا تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے، کمرے میں دوسری جانب ایک کھڑکی تھی، جو کھلی ہوئی تھی اور صاف ظاہر تھا کہ اس کی سلاخیں نکال کر اندر آنے کا راستہ بنایا گیا ہوگا..... کئی مڑی تڑی سلاخیں کمرے کے فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔

"اٹھو" دفعتاً گوریلا نما آدمی غرایا۔

وہ آدمی چپ چاپ فرش سے اٹھ گیا۔

"دروازہ کھولو" گوریلا نے کہا۔ "دوسرے کمرے میں چلو تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ لیکن اتنا سمجھ لو کہ تم یہاں سے اس وقت تک نہیں نکل سکو گے جب تک میں نہ چاہوں۔"

عمران نے بلیک زیرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور وہ دونوں بڑی تیزی سے چلتے ہوئے دوسرے سرے کے کمرے میں چلے گئے.... عمران اس کی کھڑکی کے قریب ہی رک کر راہداری کے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ تا رہا۔

دفعتاً دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ لیکن اس کمرے کی روشنی گل کردی گئی تھی۔ عمران صرف قدموں کی آوازیں سنتا رہا اور پھر شائد اسی کمرے کے برابر والے کمرے ہی میں ان آوازوں کا خاتمہ ہو گیا۔ روشنی کا ایک بڑا سا دھبہ راہداری میں نظر آنے لگا۔ اس کمرے کا بلب روشن کیا گیا تھا۔

عمران اور بلیک زیرو دبے پاؤں کمرے سے نکلے۔ روشن کمرے کی کھڑکی بند ہی تھی۔ عمران ایک بار پھر اس کی جھری سے جھانک رہا تھا۔

گوریلا نما آدمی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ ''ہاں.... تم یہاں اس وقت کیا کر رہے تھے۔''

''چ چ.... چوری کرنے آیا تھا۔'' دوسرا آدمی ہکلایا۔

''آئے کدھر سے تھے۔ دروازہ تو مقفل تھا۔''

''برابر والے مکان کی چھت پر سے۔''

''چوری کرنے آئے تھے، تو کرو چوری میں بھی تمہارا ہاتھ بٹاؤں گا۔'' گوریلا بولا۔

''مم.... معاف کر دیجئے جناب.... آئندہ ایسی غلطی نہ ہو گی۔''

''تم گدھے ہو....'' گوریلا ہنس پڑا۔ ''میں بھی چور ہوں اور کھڑکی توڑ کر اندر آیا ہوں۔''

دوسرا آدمی کچھ نہ بولا۔ دفعتاً گوریلا غصیلی آواز میں غرایا۔ ''اگر تم اپنی زبان نہ کھولو گے تو تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو تمہارے چار ساتھیوں کا ہو چکا ہے۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''کیا تم آرتھر کے ساتھیوں میں سے نہیں ہو۔''

''نہیں جناب میں کسی آرتھر سے واقف نہیں ہوں۔''

''اچھی بات ہے تو اب تم چوری شروع کر دو۔ میں دیکھوں گا کہ تم کیا چرانے آئے ہو۔''

''مجھے جانے دیجئے۔'' اس نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

''نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تمہارا سر بھی۔''

''نہیں....'' وہ آدمی دونوں ہاتھ پھیلا کر چیخا۔

"آہستہ.... آہستہ بولو۔"

"نقاب...." عمران نے دھیمی آواز میں کہا۔ بلیک زیرو نے جیب سے نقاب نکال کر چہرے پر چڑھالی۔ عمران بھی نقاب لگاچکا تھا۔

کمرے کے اندر خوفزدہ سی چیخیں گونجنے لگیں۔ گوریلا نما آدمی دونوں ہاتھ پھیلائے آہستہ آہستہ دوسرے آدمی کی طرف بڑھ رہا تھااور دوسرا آدمی چیختا ہوادروازے کی طرف کھسک رہا تھا۔

"بتاؤ مجھے اپنے اور ساتھیوں کے نام اور پتے بتاؤ۔" گوریلا نما آدمی کہہ رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں عمران اندر تھا۔ بلیک زیرو نے ریوالور نکال لیا۔

"تم لوگ چیخ چیخ کر دوسروں کی نیندیں کیوں برباد کررہے ہو۔" عمران نے کہا۔

گوریلا نما آدمی رک گیا۔

"بہت خوب میرا خیال ہے بس اب تم تین ہی بچے ہو۔ خیر میں باری باری سے تم تینوں کے گلے گھونٹ دوں گا۔ مار ڈالنے کے بعد گردن الگ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔" گوریلا غرایا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" بلیک زیرو للکارا۔

"تم شوق سے فائر کردو۔" جواب ملا۔

"یہ ریوالور بے آواز ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"پرواہ نہ کرو۔ میں بھی خاموشی سے مرجاؤں گا۔"

"بے کار گولیاں ضائع نہ کرنا۔" عمران بولا۔ "اس نے بلٹ پروف پہن رکھے ہیں۔"

"بڑے چالاک معلوم ہوتے ہو۔" گوریلا ہنس پڑا۔

"خود کو ہمارے حوالے کردو.... بکواس نہ کرو۔" عمران بولا۔

"آؤ.... پکڑلو مجھے.... میں کہیں بھاگا تو نہیں جاتا۔"

عمران آگے بڑھا.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے ایک طرف ہٹ جانا پڑااور گوریلا اپنے ہی زور میں سامنے والی دیوار سے جاٹکرایا پھر پلٹنے بھی نہ پایا تھا کہ بلیک زیرو نے اس کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کردیا۔ کھٹاکے کی آواز آئی، بالکل ایسے ہی جیسے دستہ پتھر پر پڑا ہو۔

"کیوں حماقت کررہے ہو۔" عمران بولا۔ "سر پر بھی بلٹ پروف ہے۔"

"گوریلا بلیک زیرو پر جھپٹ پڑا لیکن عمران دونوں کے درمیان آگیا۔ گوریلا کے بازو اسے

جکڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ مگر قبل اس کے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا عمران کی لات اس کے پیٹ پر پڑی اور وہ ایک بار پھر دیوار سے جاٹکرایا۔ پھر سچ مچ وہ کسی گوریلے ہی کی طرح غرانے لگا۔ اس بار حملہ شدید تھا۔ لیکن عمران نے پھر جھکائی دی اور بائیں پہلو میں پہنچ کر ایک لات پھر رسید کی۔

وہ دراصل اسے تھکا کر بے بس کر دینا چاہتا تھا۔ دفعتاً اسے دوسرے آدمی کا خیال آیا اور اس نے بلیک زیرو سے کہا۔

"او گدھے وہ کہاں گیا۔"

"اوہ.... وہ نکل گیا شائد۔" بلیک زیرو نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو" عمران دھاڑا۔ "وہ جانے نہ پائے۔"

بلیک زیرو راہداری کی طرف جھپٹا۔ حقیقتاً اسی کی غفلت کی بناء پر وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ قصور اس کا بھی نہیں تھا۔ گوریلے اور عمران کی کشمکش کچھ ایسی دلچسپ تھی کہ وہ کسی چوتھے آدمی کے وجود سے غافل ہو گیا تھا۔

گوریلا پیچھے ہٹا۔ اب شائد اسے بھی اپنی حماقت کا احساس ہو گیا تھا۔ دیوار کے سہارے ٹک کر وہ ہانپنے لگا اور پھر عمران کو ایسا لگا جیسے وہ کھڑے ہونے میں دشواری محسوس کر رہا ہو۔ وہ بائیں جانب جھکتا چلا جارہا تھا۔ عمران خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کی عقل ٹھکانے آگئی کیونکہ اس نے بھی عمران کو دھوکہ ہی دیا تھا۔ غشی طاری ہونے کا مظاہرہ کر کے اس نے دراصل ریوالور نکال لینے کی مہلت حاصل کی تھی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ" وہ کسی درندے کی طرح غرایا۔

"میں بھی ہاتھ اٹھانے کا عادی نہیں ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔ "تم شوق سے فائر کر سکتے ہو۔"

"مجھے بھی اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ فائر کی آواز رات کے سناٹے میں لوگوں کو چونکا دے گی۔" گوریلا غصیلی آواز میں بولا۔ پھر دفعتاً اس کی آواز سے خوش مزاجی ظاہر ہونے لگی۔ وہ کہہ رہا تھا "مگر ٹھہرو! تم کون ہو۔ کیا اس آدمی سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تم فائر کرو.... میرا اور اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ میں بلٹ پروف کے بغیر ہی اپنا کام چلا لیتا ہوں۔"

"نہیں میں فائر نہیں کروں گا۔"

"لیکن میں تمہاری شکل ضرور دیکھوں گا۔" عمران نے کہا۔ "پچھلے سال میرا ایک مینڈھا فرار ہو گیا تھا۔ اس کے غم میں آج بھی رونے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر آنسو نہیں نکلتے، وہ بالکل تمہاری ہی طرح ڈھیٹ تھا۔"

"اوہ.... "گوریلا کی آواز پھر غصیلی ہو گئی۔ "تم میرا مذاق اڑا رہے ہو.... یہ لو۔"

اس نے فائر جھونک دیا۔ عمران غافل نہیں تھا۔ سنگ آرٹ آڑے آیا اور گولی سامنے والی دیوار سے ٹکرائی۔ اس نے پھر فائر کیا لیکن اس کا بھی یہی انجام ہوا۔ پھر تیسرا لیکن چوتھے فائر نے اس کی عقل خبط کر دی۔ کیونکہ وہ عمران کی بجائے بجلی کے بلب پر کیا گیا تھا۔ کمرہ تاریک ہو گیا۔

عمران نے میز الٹنے کی آواز سنی اور پھر قبل اس کے کہ وہ کوئی تدبیر کرتا بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز راہداری میں پہنچ گئی۔ عمران بھی دروازے کی طرف جھپٹا۔ یہ ایک دلچسپ سچویشن تھی۔ گولی مار دینے کی دھمکی بھی کارگر نہ ہوتی کیونکہ بھاگنے والے کے جسم پر بلٹ پروف موجود تھے۔ دفعتاً عمران نے بلیک زیرو کی آواز سنی جو شاید بوکھلاہٹ میں اسے گولی ہی مار دینے کی دھمکی دے رہا تھا۔

پھر سامنے والے کمرے میں ٹارچ کی روشنی نظر آئی اور کوئی بھاگتا ہوا آدمی عمران سے ٹکرایا۔

"بھاگئے۔" ٹکرانے والے نے سرگوشی کی۔ "پولیس"

عمران صدر دروازے کی طرف جھپٹا اور وہ دونوں بڑے اطمینان سے سڑک پر آ گئے۔ کیونکہ ادھر سناٹا تھا۔ شاید پولیس والوں کو ٹوٹی ہوئی کھڑکی نے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ اب ان کے چہروں پر نقاب نہیں تھے وہ بالکل اس انداز سے چلتے رہے جیسے چہل قدمی کے لئے نکلے ہوں۔

"کچھ بھی نہ ہوا جناب...." بلیک زیرو نے مغموم لہجے میں کہا۔

"بہت کچھ ہوا۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "جو کچھ گذر جائے اس کے متعلق کبھی نہ سوچو۔"

"نہیں جناب میں بہت نادم ہوں۔ وہ پہلا آدمی تو سو فیصدی میری ہی غفلت کی بناء پر نکل گیا۔"

"اور دوسرا آدمی مجھے الو بنا گیا...." عمران ہنس کر بولا۔ "اس نے جب دیکھا کہ تین فائر

کرنے کے باوجود میرا کچھ نہ بگاڑ سکا تو چوتھا فائر بلب پر کر کے اندھیرے میں نکل بھاگا۔ خیر مگر اس سے ایک فائدہ ہوا یعنی یہ بات واضح ہو گئی کہ اس سلسلے میں دو مختلف گروہ زور آزمائی کر رہے ہیں۔ مقصد جو کچھ بھی ہو وہ دوسرا آدمی جو گوریلے کا شکار ہونے والا تھا غالباً انہیں لوگوں میں سے تھا جن کے سر شہر کے مختلف حصوں میں پائے گئے ہیں۔"

"مگر ان سروں کی نمائش کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔"

"دوسرے گروہ کو مرعوب کرنا۔ فی الحال میں اس کے علاوہ اور کسی نتیجے پر نہیں پہنچا۔"

"یعنی وہ گوریلا انہیں لوگوں میں سے تھا، جنہوں نے وہاں چار آدمیوں کے سر کاٹ کر شہر کے مختلف حصوں میں ڈال دیئے تھے؟"

"ان دونوں کی گفتگو سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔"

"لیکن آپ اس وقت یہاں آئے کیوں تھے۔"

"کسی ایسی چیز کی تلاش میں جس سے میک آرتھر کی شخصیت پر روشنی پڑ سکے۔"

"لیکن کھیل ختم ہو گیا۔"

"نہیں کھیل تو غالباً اب شروع ہوا ہے۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

دوسری صبح عمران نے فون پر روشی کی آواز سنی وہ کہہ رہی تھی۔ زچہ کی حالت بہتر ہے لیکن وہ بچے کے لئے بے حد بے چین ہے۔ عمران یہ دونوں ماں بیٹی بے حد شریف ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے شریف کہاں ملیں گے جو کسی دوسرے کی شرافت سے ناجائزہ فائدہ نہ اٹھائیں۔

"ہائیں" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ تم اخلاقیات پر لیکچر دے رہی ہو یا رپورٹ پیش کر رہی ہو۔"

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔"

"ان کے اعزاء پر اس کا کیا رد عمل ہوا ہے۔"

"جب میں ان کے اعزا کو جانتی ہی نہیں تو اس کا جواب کیا دے سکوں گی۔"

"ان سے ملنے کے لئے کوئی بھی نہیں آیا۔"

"نہیں.... ابھی تک تو کوئی بھی نہیں آیا.... وہ دونوں تنہا ہیں۔"

"لڑکی کو اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کرو۔ اس کی ماں کا بیان ہے کہ بچہ غیر قانونی نہیں ہے بلکہ دونوں کی شادی ہوئی تھی، لیکن اس شادی کا باقاعدہ طور پر اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ ہاں وہ مرد جو اس مڈوائف کو وہاں سے لے گیا تھا اس کا شوہر تھا۔"

پھر اس نے سوٹ کیس اور بچے کی داستان دہرائی۔

"اوہ.... عمران.... تم نے مجھے اب تک اندھیرے میں کیوں رکھا۔"

"اتنا موقع ہی نہیں ملا تھا کہ تمہیں آگاہ کر سکتا اور سنو میری کار میں جولیا کو جو سر ملا تھا وہ اسی آدمی کا تھا۔"

"میرے خدا...." روشی کی آواز کپکپا رہی تھی۔ "اتنا سنسنی خیز کیس اور تم نے مجھے اندھیرے میں رکھا۔ اچھا اب دیکھنا میں کیا کرتی ہوں۔"

"کیا مطلب۔"

"بس دیکھ لینا۔"

"اے روشی تم کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت نہیں کرو گی۔"

"تم گدھے ہو۔ بس چپ چاپ دیکھتے جاؤ۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ بوڑھی عورت کا بیان درست ہی ہو گا۔"

"اوہو.... کیوں؟ ابھی تو تم ان کی شرافت کے گیت گا رہی تھیں۔"

"پورے واقعات کا علم ہوتا تو نتیجہ اخذ کرنے میں اتنی جلدی نہ کرتی۔"

"آخر بوڑھی کے بیان پر یقین کیوں نہ کیا جائے۔" عمران نے کہا۔

"دنیا کی کوئی ماں اتنی بدھو نہیں ہوتی۔"

"اچ.... چھا.... کاش میں بھی ماؤں کو سمجھ سکتا۔"

"نہیں سمجھ سکتے۔ تاوقتیکہ ماں بننے کی صلاحتیں نہ پیدا کرو۔"

"اچھی بات ہے۔ میں آج ہی سے ملتانی مٹی کھانا شروع کر دوں گا۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا.... وہ کچھ فکر مند سا نظر آنے لگا تھا۔ اس نے سلیمان کو آواز دی۔

"جی صاحب۔" وہ باورچی خانہ سے بولا۔

"یہاں آؤ۔" عمران دھاڑا۔

"چائے میں ابھی کچھ دیر ہے صاحب۔"

"صاحب کے بچے یہاں آؤ۔"

سلیمان بُرا سامنہ بنائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

"میں ناشتے میں ملتانی مٹی کا حلوہ کھاؤں گا۔"

"ملتانی مٹی کا حلوہ" سلیمان نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں.... فوراً تیار کرو۔"

"آپ کچھ بھول تو نہیں رہے صاحب۔"

"پتہ نہیں۔ اگر بھول ہی رہا ہوں تو یاد دلاؤ۔"

"غالباً آپ چنے کا حلوہ کھانا چاہتے ہیں لیکن چنے کی بجائے آپ کو ملتانی یاد آ رہی ہے۔"

"ابے مجھے الو بناتا ہے چنے کا حلوہ کیسے بن سکتا ہے۔"

"بن سکتا ہے صاحب۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا اور فون کا ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو بول رہا تھا۔

"بڑی دشواری آ رہی ہے جناب۔"

"کیوں کیا بات ہے۔"

"میں نے اس آدمی کا پتہ لگالیا ہے جو پچھلی رات اس گوریلا نما آدمی کا شکار بن گیا ہوتا۔"

"تفصیل"

"آج اتفاقاً صبح ہی صبح وہ مجھے ایک ٹیکسی میں نظر آ گیا۔ میں نے تعاقب شروع کر دیا لیکن پتہ نہیں وہ اسی عمارت میں مقیم ہے یا وقتی طور پر وہاں گیا تھا۔"

"عمارت کہاں ہے۔"

"گریشم سٹریٹ ہی میں ہے۔" جواب ملا۔ "اور اس کا نمبر تیرہ ہے۔ عمارت بڑی شاندار ہے۔"

"یہ عمارت اسی لائن میں ہے نا جس میں پانچویں عمارت ہے۔"

"جی نہیں۔ اس لائن میں نہیں ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"خیر تو اس تعاقب کا کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا۔" عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ نتیجہ اگر بر آمد بھی ہوا ہے تو میں اسے کوئی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

"ہوں.... کیا نتیجہ بر آمد ہوا ہے۔"

"وہ گریشم اسٹریٹ کی تیرھویں عمارت میں گھسا اور دھکے دے کر نکلوا دیا گیا۔"

"اوہ...."

"جی ہاں.... دو خونخوار قسم کے پٹھان چوکیدار وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اسے بڑی بے دردی سے اٹھا کر کمپاؤنڈ کے باہر پھینک دیا تھا۔"

"پھر اس نے کیا کیا۔"

"کچھ نہیں سڑک پر کھڑا دھمکاتا رہا کہ وہ اس عمارت کے مکینوں کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کرے گا۔"

"اور تم اس واقعہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔"

"جی نہیں۔ اگر یہ واقعہ کسی شریف آدمی کو پیش آیا ہوتا تو یقیناً....؟"

"بس خاموش" عمران غرایا۔ "پتہ نہیں آج کل میرے ساتھیوں کو شرافت کا ہیضہ کیوں ہو گیا ہے۔"

"مم.... مطلب یہ کہ....!"

کچھ نہیں خاموش رہو.... اگر آئندہ میں نے اس قسم کے جملے تمہاری زبان سے سنے تو بُری طرح پیش آؤں گا۔" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

روشی نے لڑکی کو لٹا دیا۔ وہ ہولے ہولے کراہ رہی تھی۔ روشی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں بتا سکتی کہ مجھے تم سے کتنی محبت معلوم ہوتی ہے۔ میں یہاں اکثر آیا کروں گی۔"

"اب تم سو جاؤ سسٹر" لڑکی نے کمزور آواز میں کہا۔ "تم ساری رات جاگتی رہی ہو۔"

"مجھے نیند نہیں آئے گی اس وقت تک آ ہی نہیں سکتی جب تک کہ میں تمہاری طرف سے مطمئن نہ ہو جاؤں۔"

"پگلی...." روشی اس کے گال پر ہلکی سی چپت لگا کر مسکرائی۔ "میں یہ کہہ رہی تھی کہ جب تک تمہارا ٹمپریچر کم نہیں ہوتا مجھے نیند نہیں آئے گی۔ تم رات بھر جاگتی رہتی ہو۔"

لڑکی کچھ نہ بولی۔ اس کے گالوں پر آنسو ڈھلکنے لگے تھے۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارا غم کیسے بٹاؤں.... کیا وہ پاگل تھا بے بی۔"

لڑکی کچھ نہ بولی۔ صرف روتی رہی.... بوڑھی عورت نے روشی کو بھی بچے کے غائب ہو جانے کی داستان سنائی تھی۔ لیکن اس کا بیان اس رپورٹ سے مختلف نہیں تھا جو اس نے پولیس کو دی تھی۔

روشی خاموش بیٹھی اسے تحیر آمیز نظروں سے دیکھتی رہی۔

"تمہیں رونا نہ چاہئے۔ صبر کرو۔ اگر دنیا کے سارے آدمی فرشتے ہو جائیں تو دنیا جنت بن سکتی ہے۔"

"خدا کے لئے خاموش رہو۔" لڑکی بولی۔

"اوہ.... معاف کرنا۔ اگر میری اس بات سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہو۔"

"نہیں...." وہ اس کا ہاتھ دبا کر بولی۔ "تم بہت اچھی ہو۔ بہت اچھی۔ میں اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہوں۔ ممی جھوٹ بول رہی ہیں۔ وہ بھی پاگل ہو گئی ہیں۔ وہ میرا شوہر نہیں تھا۔ اس نے مجھ سے شادی نہیں کی تھی۔ وہ ایک بہت بڑا بلیک میلر اور کمینہ تھا۔ ممی کو بلیک میل کر رہا تھا۔ میں نہیں جانتی کہ ممی اس کی خوشامد کئے بغیر مفلس کیسے ہو جاتیں۔ وہ سب کچھ دیکھتی رہیں۔ ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس سے شادی کے لئے کہہ سکتیں۔ پہلے پہل وہ شریف آدمی کی طرح یہاں آیا تھا اور میں اسے ایک مخلص دوست سمجھتی تھی پھر.... میں اپنے ہی کو الزام دوں گی.... مجھ سے لغزش ہو گئی ممی کو اس کا علم ہوا۔ لیکن وہ روتی اور چیختی رہیں.... ان کا دماغ اس وقت ماؤف ہو گیا جب وہ بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ پھر وہ یہ بھی بھول گئیں کہ وہ انہیں بلیک میل کر رہا تھا اور اب بھی وہ انہیں نقصان پہنچا سکتا تھا۔ انہوں نے ایک افسانہ تراشا اور پولیس کو رپورٹ دے دی۔ لیکن اب وہ پریشان ہیں کیونکہ ان کی تراشی ہوئی داستان بہت کمزور ہے۔"

لڑکی خاموش ہو گئی۔ روشی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "ہاں تمہاری ممی سے غلطی ہوئی۔ انہیں اس مسئلے پر خاموش رہنا چاہئے تھا۔ کیونکہ وہ دراصل وہی چیز لے گیا جو تمہاری بدنامی کا باعث ہوتی۔ وہ تو کوئی بلیک میلر تھا۔ مگر تمہاری ممی مفلس کیوں ہو جاتیں۔"

"میں نہیں جانتی۔ ویسے ہمارا ذریعہ معاش ان تین عمارتوں کا کرایہ ہے جو ممی کو ترکے میں ملی تھیں۔"

"اور ان کا خیال ہے کہ وہ آرتھر کے خلاف کسی قسم کی آواز اٹھانے پر مفلس ہو جاتیں۔"

"ہاں وہ یہی کہتی تھیں۔"

"مگر انہوں نے یہ بہت بُرا کیا۔ انہیں پولیس کو غلط بیان نہ دینا چاہئے تھا۔"

"سب سے زیادہ پریشانی مجھے اسی بات کی ہے۔ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ اگر پولیس کو حقیقت کا علم ہو گیا تو کیسی پریشانیاں ہوں گی۔ میرے خدا...."

اس نے اپنا چہرہ چھپالیا.... اور روشی اس کا شانہ تھپکنے لگی۔

"گھبراؤ نہیں...." اس نے آہستہ سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے کسی کام آسکوں۔ مطمئن رہو۔ پولیس اب ادھر کا رخ بھی نہیں کرنے پائے گی۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔"

"سب کچھ ہو سکتا ہے۔ تم اس میں اپنا ذہن الجھانے کی بجائے سونے کی کوشش کرو۔ زندگی میں ایسے نشیب و فراز بہت آتے ہیں۔ اس کی پرواہ بالکل نہ ہونی چاہئے۔ اب پھر تم یہی سوچو کہ تمہارا معاملہ ابھی بالکل ڈھکا چھپا ہوا ہے۔"

"کہاں.... پولیس اسے افسانہ بنادے گی۔ پڑوسیوں کو بھی آخر کار علم ہو جائے گا۔"

"میں کہتی ہوں کہ پولیس کو اس سے روکا جائے گا۔ تم سونے کی کوشش کرو میں ابھی آئی۔"

روشی اٹھ گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ عمران کو فوراً اطلاع دینی چاہئے تاکہ وہ معاملات کو آگے نہ بڑھنے دے۔

گریشم اسٹریٹ کی تیرھویں عمارت کافی شاندار تھی۔ عمران اس کی بائیں جانب والی گلی میں

کھڑا اس کھڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا جو اسی گلی میں کھلتی تھی۔ آج تیسرا دن تھا کہ وہ اس کھڑکی کے نیچے لفنگوں کے سے انداز میں سیٹیاں بجا رہا تھا۔ پچھلے دو دنوں سے اس نے یہ رویہ اختیار کیا تھا۔

قصہ دراصل یہ تھا کہ اس نے پہلے دن اس مکان کے مکینوں سے ملنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن پھاٹک پر کھڑے ہوئے دو پٹھان چوکیداروں نے راستہ روک لیا تھا۔ اس نے اپنا کارڈ نکال کر انہیں دینا چاہا لیکن انہوں نے اسے اٹھا کر سڑک پر پھینک دینے کی دھمکی دی تھی وہ چپ چاپ واپس چلا آیا تھا۔ لیکن پھر اس کھڑکی پر نظر پڑتے ہی دوسری تدبیر سوجھ گئی۔ حالانکہ یہ تدبیر بہت زیادہ خطرناک تھی لیکن عمران کے سر میں جو کچھ بھی سما جائے۔

ویسے وہ اتنا واہیات بھی نہیں تھا کہ خواہ مخواہ کسی شریف آدمی کی پگڑی اچھالنے کی کوشش کرتا۔ اس نے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا کہ اس عمارت کے مکین کیسے لوگ ہیں۔ وہاں ایک بوڑھی یوریشین عورت رہتی تھی جس کے ساتھ دو تین لڑکیاں بھی تھیں اور شہر کے چند صاحب حیثیت لوگ ان کے "سرپرست" تھے۔ ان تین دنوں میں بوڑھی کئی بار کھڑکی کھول کر عمران کو گالیاں دے چکی تھی۔ آج بھی حسب معمول اس نے کھڑکی کھول کر ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا....

"او.... حرامجادہ تم کیوں ہمارا پیچھے پڑا ہے۔"

"تم حرامجادہ کا بی لویڈ ہے.... ڈارلنگ...." عمران رو دینے والی آواز میں بولا۔ "تم اس کا کھمر نہیں لے گا تو وہ مر جائے گا۔ پٹھانوں کو بولو کہ حرامجادہ ہمارا لور ہے۔ اسے آنے دو۔"

"بھاگ جاؤ کتے کا پلا...."

"ہم نہیں۔ ہمارا چھوٹا بھائی ہے کتے کا پلا۔ وہ بھی آئے گا.... ہم سچ بولتا ہے.... مر جائے گا ہم.... ہم کو اپنا پاس بولاؤ۔"

"اچھا ٹھہرو.... ہم پٹھان کو بلاتا ہے۔"

"بلاؤ.... بلاؤ.... ہم یہیں تمہاری گلی میں مرے گا۔ ابھی مرے گا۔"

عورت نے کھٹاکے کے ساتھ کھڑکی بند کر دی اور عمران پھر سیٹی بجانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عورت آتی دکھائی دی۔ عمران سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ یہ بھی تو ممکن تھا کہ وہ خود ہی اس پر ہاتھ چھوڑ دیتی۔

"بلاؤں پٹھان کو" عورت اس کے قریب پہنچ کر بولی۔ لیکن اس کی جھلاہٹ میں ہلکی سی

مسکراہٹ بھی لرز رہی تھی۔

"ہلالو۔" عمران نے انگریزی میں کہا۔ "میں مرنے سے نہیں ڈرتا مگر.... میں تم سے.... بات یہ ہے کہ...."

عمران خاموش ہو گیا۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسکے چہرے پر شرم کی سرخی دوڑ گئی ہو۔

"تم پاگل ہو گیا؟" عورت آہستہ سے بولی۔ "تم کسی اچھے گھرانے کے لڑکے معلوم ہوتے ہو۔ مگر تم نہیں جانتے کہ یوریشین لڑکیوں کے اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔"

عمران نے اسے اپنے کوٹ کی جیبیں دکھائیں، جو نوٹوں کی گڈیوں سے بھری ہوئی تھیں۔

"آؤ.... آؤ.... میرے ساتھ الو کہیں کے.... ورنہ کوئی تمہیں قتل کر دے گا۔"

"عمران اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس بار پٹھان نے کوئی تعرض نہ کیا مگر اسے گھورتے ہی رہے۔"

"بیٹھ جاؤ...." عورت نے نشست کے کمرے میں آکر ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران کے چہرے پر روایتی حماقت طاری ہو چکی تھی۔

"تم کہاں رہتے ہو۔"

"آسکر اسٹریٹ میں۔"

"اوہ.... وہاں تو کروڑ پتی ہی رہتے ہیں۔" عورت اسے گھور رہی تھی۔ عمران کچھ نہ بولا۔ وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"یہاں میرے پاس ایک بہت اچھی لڑکی ہے۔ مگر تمہیں یہاں کا پتہ کس نے بتایا تھا۔"

"میں ایک سال سے.... تمہیں.... یعنی.... ایک...."

"اوہ۔ اب یہاں آکر تمہارا دم کیوں نکلنے لگا ہے۔ گلی میں تو بہت چہک رہے تھے۔" عورت مسکرائی۔

"میں.... لل.... لڑکی کے لئے نہیں آیا.... مجھے تو.... تم سے...."

"کیا بکتے ہو" عورت جھلا گئی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کی آنکھوں سے حیرت جھانکنے لگی کیونکہ عمران کی آنکھیں ساون بھادوں شروع کر چکی تھیں۔ آنسو بڑی تیزی سے اس کے گالوں پر بہتے رہے۔

"ارے.... ارے.... یہ کیا ہو گیا ہے تمہیں، ٹھہرو میں لڑکی کو بلاتی ہوں۔"

"نہیں۔" عمران ہچکیاں لیتا ہوا بولا۔ "میں بڑا بد نصیب آدمی ہوں مجھے لڑکیاں بالکل اچھی نہیں لگتیں۔"

"پھر تم یہاں کیوں آئے ہو۔"

"تمہارے لئے میں ایک سال سے تمہیں دیکھ رہا ہوں.... اب.... اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔"

"تم عجیب آدمی ہو۔"

"یہ میری بد نصیبی ہے.... میں کیا کروں.... میں شائد پاگل ہو گیا ہوں۔ میں جانتا تھا کہ تم بھی میرا مذاق اڑاؤ گی.... وہی ہوا.... اب میں خود کشی کرلوں گا۔"

عورت کچھ نہ بولی اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

"تم بھی میرا مذاق اڑا رہی ہو۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے بے حد مایوسی ہوئی ہے۔"

"ارے.... بیٹھو.... بیٹھو...."

"نہیں آج تک کسی نے بھی میرا دل اس طرح نہیں توڑا۔"

"بیٹھ جاؤ۔ تم اس طرح نہیں جا سکتے۔ پٹھان تمہیں اس وقت تک باہر نہیں نکلنے دیں گے جب تک کہ میں ان سے نہ کہوں۔"

"وہ مجھے نہیں روک سکیں گے۔ میں خون خرابے سے نہیں ڈرتا۔"

"بیٹھ جاؤ لڑکے میں استدعا کرتی ہوں۔" عورت نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ عمران بیٹھ گیا لیکن اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار تھے۔

"سچ سچ بتاؤ۔ تم کیا چاہتے ہو۔"

"اوہ.... میں کیا بتاؤں۔ مگر نہیں ٹھہرو۔ اپنے ڈیڈی سے پوچھ کر بتا سکتا ہوں۔"

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔" بوڑھی عورت یک بیک بپھر گئی۔

"اگر تمہیں اسی پر اصرار ہے تو یہی سمجھ لو۔" عمران نے لاپروائی سے کہا اور اب اس کے چہرے پر حماقت کے آثار نہیں تھے۔

عورت سرخ ہو گئی تھی۔ اس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بھوکی شیرنی کی طرح عمران کو پھاڑ کھائے گی۔ دفعتاً اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"کیوں کیا مجھے نکلوانے کے لئے کسی کو بلواؤ گی۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"یقیناً تم کوئی لفنگے ہو۔"

"اوہو.... تو کیا یہاں شریف آدمی بھی آتے ہیں۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔ "مگر دیکھو میں اس گدھے کی طرح اُلو بھی نہیں ہوں جسے تین دن پہلے تمہارے پٹھانوں نے اٹھا کر سڑک پر پھینک دیا۔"

"اوہ...." عورت کے ہونٹ سکڑ گئے اور آنکھیں پھیل گئیں، لیکن پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کی انگلی گھنٹی کے بٹن پر تھی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ مگر جیسے ہی وہ دونوں پٹھان کمرے میں داخل ہوئے عمران نے چھوٹتے ہی پشتو میں پوچھا۔ "کیا تم پٹھان ہی ہو۔"

"ہاں ہم پٹھان ہیں۔" ایک نے کہا۔

"مگر پٹھان تو بڑے غیور ہوتے ہیں۔"

"ہاں....یقیناً۔"

"مگر تم تو غیور نہیں ہو۔"

"کیوں؟" دونوں کو بیک وقت غصہ آگیا۔

"غیور آدمی مرجاتے ہیں لیکن کسی طوائف کی نوکری نہیں کرتے یہ طوائفیں ہیں۔ ان کا پیسہ حرام ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ طوائفیں کیسے کماتی ہیں.... تم جانتے ہو اور وہی ان کا پیسہ تمہیں ملتا ہے۔" دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اس آدمی کو یہاں سے نکالو۔" بوڑھی عورت نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اَم تمہارا نوکری نہیں کرے گا۔ تم رنڈی ہے۔" جواب ملا۔

بوڑھی سناٹے میں آگئی، پٹھان دروازے کی طرف مڑ گئے۔ بوڑھی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔

"اب بلاؤ کسے بلاتی ہو۔" عمران نے ہنس کر کہا۔ "ایسے اچانک قسم کے انقلابات میری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔"

"اب میں پولیس کو بلاؤں گی۔"

"مجھے بے حد خوشی ہوگی جب میں تمہاری داستان پولیس کی زبانی سنوں گا۔ تم پولیس کو بھی

بلا سکتی ہو۔ لیکن پولیس ان پٹھانوں کی طرح آسانی سے نہیں ٹلے گی۔ مجھے بتاؤ کہ تم نے میرے ایک ساتھی کو ان پٹھانوں کے ہاتھوں کیوں ذلیل کرایا تھا۔"

عورت کچھ نہ بولی۔

"جواب دو۔"

"وہ ایک بُرا آدمی تھا اور کسی اچھی نیت سے نہیں آیا تھا۔"

"اوہ تو کیا یہاں صرف نیک نیت آدمی کا داخلہ ممکن ہے۔"

"میں نہیں جانتی کہ تم کیا چاہتے ہو۔ ورنہ میں اتنی دیر تک تمہاری بکواس نہ سنتی۔"

"کچھ نہیں میں صرف یہ جتانے آیا تھا کہ صرف چار آدمیوں کے مر جانے سے گروہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ میک آرتھر وغیرہ گروہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ اچھا ٹاٹا۔"

عورت صوفے پر نیم دراز رہی ایسا معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے ہوں۔

عمران بڑے پُر وقار انداز میں چلتا ہوا عمارت سے باہر نکل آیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے بلیک زیرو کو فون کر رہا تھا۔

"ہیلو...." دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکس ٹو۔"

"لیس سر"

"گریشم اسٹریٹ کے تیرھویں مکان کی نگرانی ضروری ہے۔ مارک کرو کہ وہاں کس قسم کے لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔ مگر میری ایک الجھن دور فرمایئے۔"

"کیا بات ہے۔"

"میک آرتھر کے مکان میں ان دونوں کی موجودگی کا کیا مطلب تھا۔ کیا وہ دونوں کسی چیز کی تلاش میں وہاں آئے تھے۔"

"یقیناً انہیں کسی چیز کی تلاش تھی۔ خیر اب اس قصے کو دفن کرو۔ کیونکہ اس کی دوسری ہی رات کو مجھے وہاں کئی کام کی چیزیں ملی تھیں۔"

"اوہ.... تو آپ دوسری رات کو بھی وہاں تشریف لے گئے تھے۔"

"ہاں جب میں کسی کام میں ہاتھ لگاتا ہوں تو کوشش یہی رہتی ہے کہ وہ ادھورا نہ رہنے پائے۔"

"گستاخی ضرور ہے مگر کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کام کی چیزیں کیا تھیں۔"

"سب سے زیادہ اہم ایک خط تھا جس میں تیرھویں مکان کے کسی فرد نے میک آرتھر کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ اسے اپنی حرکتوں سے باز آجانا چاہئے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔"

"اوہ تب تو واقعی وہ خط بہت اہم تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

لیکن عمران سلسلہ منقطع کر چکا تھا۔

جولیانا اس خیال سے بہت بے چین تھی کہ اب ایکس ٹو کی نظروں میں اس کی کوئی وقعت نہیں رہ گئی۔ ایک زمانہ وہ تھا جب وہ اپنے سارے پیغامات اسی کے ذریعہ اپنے ماتحتوں تک پہنچایا کرتا تھا۔ مگر اب وہاں عمران کا طوطی بول رہا تھا۔ اس کی دانست میں عمران جو کچھ بھی کرنا چاہتا تھا کر گذرتا تھا اور ایکس ٹو کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی تھی اسے یہ دیکھ کر اور زیادہ غصہ آتا تھا کہ عمران کے ساتھ ہی روشی کی بھی بن آئی ہے۔

وہ ان خیالات میں الجھی ہوئی تھی کہ عمران آگیا۔ سب سے پہلے اس نے حسب معمول "چھیڑ چھاڑ" کی باتیں شروع کیں لیکن جولیا کا موڈ بہت زیادہ خراب دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔

دفعتاً اس نے عمران سے پوچھا۔ "کیا ایکس ٹو نے روشی کی خدمات بھی حاصل کر لی ہیں۔"

"نہیں تو وہ میری پرائیویٹ سیکریٹری ہے۔"

"اور کسی زمانے میں وہ ایک پیشہ ور لڑکی تھی۔" جولیا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"یہ بھی درست ہے۔" عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ تم حکومت کے رازوں میں اسے بھی شریک کرو۔"

"وہ خود ہی ایک بہت بڑی حکومت ہے۔ مس فٹنر واٹر۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اسے عمران کی باتوں پر غصہ آرہا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ عمران روشی کے متعلق اس انداز میں گفتگو کرے۔ عمران اٹھ کر بالکنی پر چلا گیا اور جولیا اسے گھورتی رہی۔ وہ

پھر کمرے میں واپس آ گیا۔

"باہر سڑک پر دو ایسے آدمی موجود ہیں جو گریشم اسٹریٹ سے میرا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں۔ تم اپنے ساتھیوں کو فون کرو کہ وہ یہاں پہنچ جائیں اور اس وقت تک ان دونوں آدمیوں کا تعاقب کریں جب وہ میرا تعاقب کر رہے ہوں۔"

"میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔"

"جہنم میں جاؤ۔" عمران بُرا سا منہ بنا کر اٹھتا ہوا بولا۔ "تم ایسے مواقع پر شکرال کے عمران کو بھول جاتی ہو۔"

"ٹھہرو۔" جولیا بھی اٹھتی ہوئی بولی۔ "تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ مجھ سے ایسے لہجے میں گفتگو کرو۔"

عمران اس کی بات کا جواب دیئے بغیر آگے بڑھ گیا۔

وہ نیچے آیا اور کنکھیوں سے ان آدمیوں کی طرف دیکھتا ہوا جو اسی کے انتظار میں وہاں موجود تھے ایک گلی میں مڑ گیا۔ دونوں آدمیوں نے پھر اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ جولیا نے بھی محسوس کیا کہ عمران نے غلط نہیں کہا تھا۔ وہ دونوں آدمی اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ جولیا نے غصے میں عمران کی تجویز رد تو کر دی تھی لیکن پھر اس سے صبر نہ ہو سکا اور وہ خود ہی اس کے پیچھے دوڑ گئی۔

اب عمران سب سے آگے تھا اور اس کے پیچھے وہ دونوں آدمی تھے جن کا تعاقب جولیا کر رہی تھی۔

گلی سے نکل کر عمران اپنی کار میں جا بیٹھا۔ شاید وہ اسے وہیں چھوڑ کر جولیا کے فلیٹ تک پیدل آیا تھا۔ تعاقب کرنے والوں نے ایک موٹر سائیکل سنبھالی۔ جولیا اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ نزدیک و دور کوئی ٹیکسی بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ عمران کی کار چل پڑی اور موٹر سائیکل بھی اسٹارٹ ہو گئی۔ اتفاقاً جولیا کو بھی ایک خالی موٹر رکشا مل گیا۔

"چلو اس موٹر سائیکل کے پیچھے چلو۔" اس نے رکشا میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھا ساب۔" رکشے والے نے جواب دیا۔

کچھ دیر بعد عمران نے اپنی کار سینٹ لارنس کالونی کی اسی عمارت کے سامنے روک دی جہاں

پچھلے دنوں جولیا کو ایک تلخ تجربے سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ موٹر سائیکل ایک دوسری سڑک پر مڑ گئی اور جولیا کا رکشا آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمارت پر اب بھی "ٹولٹ" کا بورڈ لگا ہوا تھا لیکن آج عمران نے نہ تو کسی کھڑکی کا شیشہ توڑا اور نہ کسی اوزار کی مدد سے قفل پر زور آزمائی کی بلکہ جیب سے کنجی نکال کر قفل کھولا اور اپنے پیچھے دروازہ بھیڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ لیکن ابھی وہ صحن تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ کسی نے اسے للکارا۔

"خبردار ٹھہر جاؤ۔"

عمران چونک کر مڑا۔ تعاقب کرنے والوں میں ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ دوسرے نے ایک بڑا سا خنجر نکال لیا تھا اور آہستہ آہستہ عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ پانچویں سر کا بھی اضافہ کیا جائے۔ وہ سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیوں کیا ارادہ ہے۔" اس نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔ "ایک ہاتھ میں ریوالور اور دوسرے میں خنجر تم لوگ تو اردو شاعری کے محبوب سے بھی دس جوتے آگے معلوم ہوتے ہو۔"

خنجر والا رک گیا شائد اسے اس آدمی سے ایسی بے جگری کی توقع نہیں تھی۔

"آؤ نا۔ تم گولی چلاؤ اور تم خنجر سے وار کرو۔ جو بھی پہلے کامیاب ہوا اسے وکٹوریہ کراس دلوادوں گا۔"

"گرا کر ذبح کروں گا۔" دفعتاً ریوالور والے نے کہا اور ریوالور جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس طرح آگے بڑھا جیسے عمران سچ مچ کوئی چھوٹا سا بچہ ہے جسے گرا لینے میں کوئی دشواری نہ ہو گی۔

عمران چپ چاپ کھڑا رہا اور اس آدمی نے تقریباً تین گز کے فاصلے سے اس پر چھلانگ لگائی لیکن خود ہی اوندھے منہ زمین پر جا رہا۔ عمران اس کے سر پر ٹھوکر رسید کرتا ہوا خنجر والے کی طرف جھپٹا۔ خنجر والے نے بڑی پھرتی سے اس پر حملہ کیا لیکن خنجر دیوار پر لگا اور عمران کا ہاتھ اس کی گردن پر.... دوسرے ہی لمحے میں عمران نے اسے سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا۔

ٹھیک اسی وقت جولیا بھی راہداری میں داخل ہو گئی۔

"اوہ" وہ جہاں تھی وہیں رک گئی۔ پہلے آدمی کو سر پر پڑنے والی ٹھوکر نے بیکار کر دیا تھا اور دوسرے کے لئے اتنی زبردست پٹخنی کیا کم تھی۔ دونوں بے ہوش پڑے تھے۔

اب عمران جولیا کی طرف جھپٹا اور وہ اس کے تیور دیکھ کر گھبرا گئی۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا تھا

جیسے وہ اسے بھی اٹھا کر پٹخ دے گا۔

"ارے.... ارے...." جولیا بوکھلا کر پیچھے ہٹی اور عمران اس طرح چونک پڑا جیسے اس نے یہ سب کچھ بحالت خواب کیا ہو۔

"لل.... لاحول...." اس کے ہونٹوں پر ایک جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یعنی تم.... ہوش میں نہیں تھے۔" جولیا ہکلائی۔

"پتہ نہیں۔ ایسے مواقع پر کسی بلڈاگ کی طرح میری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔"

"یہ کون ہیں۔"

"وہی جنہوں نے چار آدمیوں کی گردنیں کاٹی تھیں۔ اچھا اب تم چپ چاپ یہاں سے کھسک جاؤ کیونکہ اب یہاں ایک انتہائی خوفناک کھیل شروع ہونے والا ہے۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔" جولیا نے کہا۔

"کیا تم نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی اطلاع دے دی تھی۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟" عمران کی آواز غصیلی تھی جولیا نے اس کی طرف دیکھا اور بوکھلا کر نظر دوسری طرف ہٹالی.... وہ اس وقت احمق عمران نہیں معلوم ہو رہا تھا اس کی آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی۔

"جاؤ...." وہ غرایا۔

جولیا مڑی اور لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے چلتی ہوئی راہداری کے سرے تک آئی اور پھر عمران کی طرف دیکھا جو بے ہوش آدمیوں کو پیٹھ پر لاد کر ایک کمرے میں ڈال رہا تھا۔ جولیا دم بخود کھڑی رہی۔ عمران کمرے کا دروازہ بند کر کے صحن کی طرف چلا گیا۔ جولیا چند لمحے کھڑی رہی اور پھر باہر چلی گئی۔

وہ بہت پریشان تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ سینٹ لارنس کالونی کی ڈیکن لاج سے واپس آئے دو گھنٹے ہو چکے تھے اور وہ مستقل طور پر اختلاج قلب میں مبتلا

ہو گئی تھی۔ عمران اس عمارت میں تنہا تھا اور جن لوگوں سے خود جولیا کا سابقہ پڑ چکا تھا وہی اسے بہت خطرناک معلوم ہوئے تھے اور اب تو شاید بات ان لوگوں تک جا پہنچی تھی جنہوں نے ان خطرناک آدمیوں کے سر کاٹ کر ادھر ادھر پھینک دیئے تھے۔

اس نے کئی بار ایکس ٹو سے فون پر رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن وہ نہیں ملا۔ پھر اس نے ٹرانس میٹر کو بھی آزمایا وہی مایوسی۔ وہ ایکس ٹو کے بغیر سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو اس کی مدد کے لئے نہیں بھیج سکتی تھی کیونکہ ادھر کچھ دنوں سے ایکس ٹو کا رویہ یہ ظاہر کر رہا تھا کہ عمران اب باقاعدہ طور پر سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔

وہ الجھتی رہی کبھی اٹھ کر ٹہلنے لگتی اور کبھی بیٹھ جاتی۔ اس کے لاشعور میں کہیں نہ کہیں عمران سے متعلق کوئی گرہ ضرور موجود تھی، کبھی وہ اس سے اتنی شدید نفرت کرنے لگتی تھی کہ صورت دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا اور کبھی وہ اس کے لئے بے چین ہو جاتی تھی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ وہ بڑی سرد مہری سے اسے اپنے فلیٹ سے نکال دیتی اور اکثر خود اس کی تلاش میں ماری ماری پھرتی۔

اُس نے ایک بار پھر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے اور جواب نہ ملنے پر اس انداز میں ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا جیسے سارا قصور فون ہی کا رہا ہو۔ لیکن ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو...." اس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"مس فٹنر واٹر۔" دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی۔

"یس فٹنر واٹر اسپیکنگ"

"میں روشی بول رہی ہوں۔"

"اوہ.... کیوں...." جولیا کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔

"میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ مسٹر عمران کہاں مل سکیں گے۔"

"میں کیا بتا سکتی ہوں۔ تم نے غلط جگہ فون کیا ہے۔"

"میں نے سوچا ممکن ہے تمہیں علم ہو۔"

"ٹھہرو۔ یہ بتاؤ۔ نہیں۔" جولیا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "کیا تم غصے کی حالت میں اس کا سامنا کر سکتی ہو۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"مطلب یہ کہ اگر وہ غصے میں ہو تو کیا تم اس کا سامنا کر سکتی ہو۔"

"میں اُس کے گالوں پر طمانچے بھی لگا سکتی ہوں، خواہ وہ اس وقت اژدھے کی طرح پھنکار رہا ہو۔"

"تو میں تمہیں اطلاع دے رہی ہوں کہ وہ پاگل ہو گیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"وہ خطرے میں ہے لیکن اس کی حالت اس پاگل سے مشابہ ہے جو گرتی ہوئی عمارتوں کے درمیان کھڑا قہقہے لگا رہا ہو۔ اس پر خون سوار ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ...."

ٹھہرو۔ کم سے کم الفاظ میں مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔"

"اوہ۔ اوہ کیا تم اس کی مدد کرو گی۔"

"جولیا وقت نہ برباد کرو۔ اگر اس کا بال بھی بیکا ہوا تو...."

"تم یہیں آ جاؤ۔ میرے فلیٹ میں۔ ہم دونوں ساتھ چلیں گے۔ اس نے مجھے وہاں نہیں ٹھہرنے دیا تھا۔ ممکن ہے تمہاری وجہ سے۔"

"اچھا میں آ رہی ہوں۔" روشی نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی سلسلہ منقطع کر دیا۔

پھر دس یا پندرہ منٹ بعد وہ جولیا کے فلیٹ میں تھی اور جولیا کہہ رہی تھی۔

"وہ اس وقت سینٹ لارنس کالونی کی ایک عمارت ڈیکن لاج میں کوئی خطرناک کھیل شروع کر چکا ہوگا۔ ویسے شروعات تو میری موجودگی میں ہی شروع ہو گئی تھی۔"

جولیا نے وہ سب کچھ دہرا دیا جو آج اس عمارت میں دیکھا تھا اور یہ بھی بتایا کہ "عمران اس وقت عمران نہیں معلوم ہو رہا تھا۔"

"وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کا ماہر ہے۔" روشی مسکرا کر بولی۔ "میرا خیال ہے کہ آج کی رات فیصلہ کن ہو گی۔ لیکن کیا وہ حقیقتاً تنہا ہے۔"

"تنہا.... بالکل تنہا۔"

"کیا سیکرٹ سروس کے ممبر اس کی پشت پر نہیں ہیں۔"

"نہیں کوئی بھی نہیں۔"

"حالانکہ یہ کیس سیکرٹ سروس کا ہے۔ پتہ نہیں کہ تم لوگ کس قماش کے آدمی ہو۔"

"مگر تم سیکرٹ سروس والوں کے متعلق کیا جانو۔"

"میں کیا نہیں جانتی۔"

جولیا کو یہ بات بہت گراں گذری۔ لیکن وہ خاموش رہی پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ دونوں سینٹ لارنس کالونی کی طرف جا رہی تھیں۔ جولیا بہت تیزی سے کار ڈرائیو کر رہی تھی۔

"مگر تم خالی ہاتھ ہو گی۔" جولیا نے کہا۔

"نہیں میرے بیگ میں اعشاریہ تین آٹھ موجود ہے۔" روشی نے لاپروائی سے جواب دیا۔

جولیا اس طرح ہنس پڑی جیسے اسے یقین نہ آیا ہو۔ لیکن جب روشی نے بیگ سے ریوالور نکال کر اسے دکھایا تو جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

"تم اسے چلا بھی سکو گی۔"

"کیوں نہیں۔ میں دو پانچ کے کھلونے پسند نہیں کرتی۔ فائر کرتے وقت جب تک اس کا احساس نہ ہو کہ ہاتھ میں حقیقتاً کچھ ہے نشانہ ٹھیک نہیں لگتا۔" روشی نے لاپروائی سے کہا۔

"مگر اس کی حقیقت غیر قانونی ہے۔"

"قطعی نہیں۔ میں لائسنس رکھتی ہوں۔"

جولیا کو شاید یقین نہیں آیا تھا۔ لیکن وہ خاموش ہی رہی۔

سینٹ لارنس کالونی میں پہنچ کر جولیا نے کار کی رفتار کم کر دی.... اور پھر کچھ دیر بعد وہ ڈیکن لاج کے سامنے سے گذریں۔

"یہی ڈیکن لاج ہے۔" جولیا نے کہا۔

"تو روکتی کیوں نہیں۔" روشی بولی۔

"آگے۔ یہاں روکنا درست نہ ہو گا۔ کیا تمہیں کسی کھڑکی میں روشنی بھی نظر آئی تھی۔" جولیا نے کہا۔

"میں نے دھیان نہیں دیا تھا۔ روشی نے جواب دیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد جولیا نے کار روک دی۔ اور وہ دونوں یہاں سے ڈیکن لاج کے لئے پیدل روانہ ہو گئیں۔

عمارت کمپاؤنڈ اور ملحقہ باغات پر اندھیرے اور سناٹے کی حکمرانی تھی۔ وہ دونوں پھاٹک تک آئیں اور پھر رک گئیں۔ سب سے پہلے جولیا ہی نے قدم رکھے تھے کیونکہ اسے وہ سر یاد آ گیا تھا جو

عمران کی کار میں غالبًا اسی جگہ رکھا گیا تھا۔

روشی نے اسے ٹوکا اور وہ پھر آگے بڑھی۔

"مگر کیا یہ ضروری ہے کہ وہ اب بھی یہیں ہو۔" روشی نے کہا۔

"یقیناً۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے اس عمارت میں مجرموں کے لئے کسی قسم کا جال پھیلایا ہے۔ کیونکہ وہ خود ہی ان دونوں آدمیوں کو اپنے پیچھے لگا کر یہاں لایا تھا۔"

روشی خاموشی سے آگے بڑھتی رہی۔ وہ دونوں برآمدے میں پہنچیں اور ایک کھڑکی سے انہیں راہداری میں روشنی دکھائی دی۔ مگر وہ سارے دروازے اندر سے بند تھے۔ دفعتاً جولیا نے روشی کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کھینچا اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ فرش پر تھی۔ جولیا نے بھی بڑی پھرتی سے اس کی تقلید کی۔ باہر کمپاؤنڈ میں انہیں ایک دھندلا سا سایہ نظر آیا جو آہستہ آہستہ برآمدے کی طرف بڑھتا آرہا تھا۔ لیکن پھر بائیں جانب مڑ کر ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ پھر تو ایک نہیں نہ جانے کتنے سائے کمپاؤنڈ میں نظر آنے لگے اور وہ سب اسی درخت کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اتنے میں اندر سے ستار کی آواز آئی اور روشی نے ایک طویل سانس لی۔ ستار بجتا رہا اور سائے ایک ایک کر کے درخت پر چڑھتے رہے۔ درخت کی شاخیں چھت پر جھکی ہوئی تھیں۔

"یہ کسی دن بڑی مصیبت میں پھنسنے والا ہے۔" روشی نے آہستہ سے کہا۔

"ستار کون بجا رہا ہے۔" جولیا نے پوچھا۔

"اس دیوانے کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔"

"وہ تنہا ہے۔" جولیا مضطربانہ انداز میں بولی۔ "اب کیا کریں وہ ایک درجن سے کم نہیں معلوم ہوتے۔"

"میں نے تو یہ عمارت پہلی بار دیکھی ہے۔" روشی نے کہا۔ "کیا اس درخت کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"

"ذریعہ.... کیا بتاؤں.... میں نے بھی اس عمارت کو اچھی طرح نہیں دیکھا۔ ویسے صحن کی عقبی دیوار کم از کم بیس بائیس فٹ ضرور اونچی ہو گی۔"

"تب پھر مجبوراً درخت ہی کو استعمال کرنا ہو گا۔" روشی نے کہا۔

"تم درخت پر چڑھ سکو گی؟" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"کیوں نہیں!"

"دفعتاً انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے دروازہ کھولا ہو اور پھر انہیں اپنے قریب ہی ایک سایہ دکھائی دیا۔ یہ کوئی آدمی تھا اور شاید صدر دروازہ کھول کر باہر آیا تھا۔

وہ دونوں چپ چاپ لیٹی رہیں۔ روشی کا خیال تھا کہ ممکن ہے وہ عمران ہی ہو۔ لیکن وہ اب بھی بے حس و حرکت لیٹی رہی۔ ویسے سایہ اس انداز میں جم کر رہ گیا جیسے اسے وہیں کھڑے رہنا ہو۔ اچانک اندر سے فائر کی آواز آئی۔ پھر متواتر دو تین فائر ہوئے۔ لیکن سایہ جہاں تھا وہیں رہا۔ اس پر روشی کو یقین ہو گیا کہ وہ عمران نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے یہ انہیں لوگوں میں سے ہو جو درخت پر چڑھ کر اندر گئے تھے۔ عمران سے تو اس کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اندر سے فائروں کی آوازیں سنے اور بت بنا کھڑا رہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی اس لئے باہر کھڑا ہو کہ اندر والوں کو باہر کا حال معلوم ہوتا رہے۔

روشی نے جولیا کا ہاتھ دباتے ہوئے آگے سرکنا شروع کیا۔ وہ دیوار سے لگ کر سینہ کے بل کھسک رہی تھی اور سایہ دیوار سے تقریباً دو گز آگے تھا۔ روشی بیگ سے اپنا ریوالور نکال چکی تھی۔ لیکن گرفت دستے کے بجائے نال پر تھی ٹھیک سائے کے پاس پہنچ کر وہ رکی اور پھر دیوار سے لگے لگے ہی اٹھنا شروع کیا۔

اس کا ریوالور والا ہاتھ اٹھا اور پوری قوت سے سائے کے سر پر پڑا اور سایہ ہلکی سی آواز کے ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ گرتے گرتے روشی نے دو چار ضربیں اور لگا دی تھیں۔ سایہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ اندر سے اب بھی فائر کی آوازیں آ رہی تھیں اور یہ اتنی ہلکی تھیں کہ ان کے دور تک پھیلنے کا امکان نہیں تھا۔

روشی نے پلٹ کر جولیا کو بتایا کہ وہ اس آدمی کو بیکار کر چکی ہے جو کچھ دیر پہلے سامنے کھڑا تھا۔ جولیا نے خیال ظاہر کیا کہ کہیں اس آدمی کا تعلق عمران ہی سے نہ رہا ہو۔ اس پر روشی نے ایک بہت بڑا خطرہ مول لیا۔ یعنی مدھم روشنی کی ٹارچ کی مدد سے بیہوش آدمی کا جائزہ لینے لگی۔

"نہیں یہ میرے لئے اجنبی ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم بہت پھرتیلی ہو۔" جولیا نے کہا۔

"آؤ۔" روشی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اندر تھیں۔

راہداری تاریک پڑی تھی۔ روشی اسے اسی طرح کھینچتی رہی۔ دونوں کے پیروں میں ربر سول جوتے تھے اس لئے وہ بے آواز چلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں۔

راہداری کے موڑ پر بڑے کمرے کی کھڑکی کے قریب ہی انہیں رک جانا پڑا۔ کیونکہ کھڑکی کے شیشے روشن تھے اور اندر کچھ لوگوں کی موجودگی کا احساس بھی ہوتا تھا۔ دفعتاً کسی نے غرا کر کہا۔ "تم دونوں اتنے بودے تھے کہ ایک آدمی کے ہاتھوں پٹ گئے تم نے اطلاع دی تھی کہ وہ یہیں موجود ہے۔"

"جناب جس وقت میں فرار ہونے میں کامیاب ہوا ہوں وہ موجود تھا۔"

"کہاں موجود تھا۔"

"اوپری منزل کی ایک کھڑکی میں۔"

"کیا تم نے اس کی شکل دیکھی تھی۔"

"نہیں کھڑکی کے شیشوں پر اس کا سایہ تھا۔"

"اُلو کے پٹھے۔" دوسری آواز کچھ اور زیادہ غصیلی ہوگئی۔ "وہ تو ڈمی تھی ایک تکئے پر فیلٹ ہیٹ رکھ دیا گیا تھا۔ تم دھوکہ کھا گئے تھے۔ مگر اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ.....!"

وہ یک بیک خاموش ہو گیا کچھ دیر بعد پھر اس کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا۔ "تم احمق ہو۔ پھر یہاں اندر داخل ہو کر فائر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"یہاں کھڑکیوں میں ایسے کئی سائے دکھائی دیئے تھے جناب اور وہ سب تکئے اور فلٹ ہیٹ ہی ثابت ہوئے۔"

"اور تم گدھوں کی طرح ان پر گولیاں ضائع کرتے رہے۔ یہ بھی نہ سوچا کہ اس سے باہر والے بھی متوجہ ہو جائیں گے۔ اب چلو یہاں سے، ویسے مجھے یقین نہیں ہے کہ اب ہم دشواریوں کے بغیر یہاں سے نکل سکیں۔ یہ عمارت ہمارے لئے چوہے دان بنائی گئی ہے۔"

ٹھیک اسی وقت کسی نے پیچھے سے روشی اور جولیا کی گردنیں پکڑ لیں اور اب انہیں اپنے سامنے بھی نقاب پوش نظر آئے جو آہستہ آہستہ آگے بڑھتے آرہے تھے۔ روشی نے ریوالور کی نالی پیچھے کھڑے ہوئے آدمی کے پیٹ سے لگادی لیکن فائر کرنے کی نوبت نہیں آئی کیونکہ اس

سے پہلے ہی اس کا ریوالور چھین لیا گیا تھا۔

پھر جیسے ہی کمرے کے اندر سے کچھ لوگوں نے باہر نکلنا چاہا نقاب پوشوں کے ریوالور ان کی طرف اٹھ گئے۔ روشی اور جولیا کی گردنیں چھوڑ دی گئیں اور انہوں نے عمران کی آواز صاف پہچانی جو کہہ رہا تھا۔ ”جولیا تم سے اچھی طرح سمجھوں گا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ دفع ہو جاؤ۔ مگر اب تم میری آنٹی کو بھی ساتھ لائی ہو۔“

اور پھر ان دونوں کو پیچھے دھکیل دیا گیا۔

روشی کا قد جولیا سے نکلتا ہوا تھا۔ اس لئے وہ پیچھے کھڑی رہ کر بھی سب کچھ دیکھ سکتی تھی۔ ورنہ ان کے آگے چار آدمی موجود تھے جن کی وجہ سے راہداری کی چوڑائی پُر ہو گئی تھی۔ ان چاروں میں ایک یقینی طور پر عمران تھا۔

جو لوگ کمرے سے باہر راہداری میں آ رہے تھے۔ وہ پھر الٹے پاؤں کمرے میں چلے گئے۔ ان کے پیچھے ہی عمران کے ساتھی بھی گھسے جولیا تو پیچھے ہی رہی لیکن روشی کب ماننے والی تھی۔ عمران کے ساتھیوں کے پیچھے ہی وہ بھی کمرے میں داخل ہوئی۔

ان لوگوں نے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے تھے، جو پہلے ہی سے اس کمرے میں موجود تھے لیکن اب بھی ایک لاپروائی سے کھڑا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ اوپر نہیں اٹھائے تھے۔ ان میں صرف یہی آدمی ایسا تھا جس نے اپنی شکل چھپانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے سر سے پیر تک کسی قسم کا چست لباس تھا اور آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن سے آنکھیں بھی صاف نظر نہیں آتی تھیں۔

”تم تو ہاتھ اٹھانے سے رہے۔“ عمران نے اسے مخاطب کیا۔

”آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو۔“ اس نے پوچھا۔

”ہا.... کیا یہ بات ابھی تک تم پر واضح ہی نہیں ہو سکی۔“

”ہمارا مطالبہ....“

”کیسا مطالبہ......“

”کیا اب تم سچ مچ اسی بات پر مجبور کرنا چاہتے ہو کہ تمہارا بھانڈا پھوڑ دیا جائے۔“

”پتہ نہیں تم کیا بک رہے ہو۔“

”لیونادے گاسکر۔“ عمران مسکرایا۔

"تم پاگل ہو شاید۔"

"ان لوگوں کو باندھ لو۔" عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

لیکن ٹھیک اسی وقت گوریلا نما آدمی نے عمران پر چھلانگ لگائی اور وہ دونوں گتھ گئے۔ عمران کے دوسرے ساتھی ان آدمیوں کو باندھ رہے تھے جو اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑے تھے۔

"بد بختو۔" گوریلا عمران سے گتھا ہوا دھاڑا۔ "لڑ کر مر جاؤ۔ یہ لوگ وہ نہیں معلوم ہوتے جن کی ہمیں تلاش تھی۔ یہ دھوکا ہے۔"

لیکن بد بختوں نے ایک نہ سنی البتہ ان میں سے ایک نے بہت بُرے لہجے میں کہا۔ "اگر ہمارے جسموں پر بلٹ پروف ہوتے تو ہم بھی لڑ کر مر جاتے۔"

"بھئی.... واہ۔" عمران نے ہنس کر کہا۔ "بڑی پیاری بات کہی ہے تم نے۔"

گوریلا اس فکر میں تھا کہ کسی طرح اس کے ہاتھ عمران کی گردن تک پہنچ جائیں اور عمران کوشش کر رہا تھا کہ اسے سر سے بلند کر کے پٹخ دے۔ اسی اثنا میں گوریلا اسے ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا۔ یعنی عمران اس دھوکے میں رہا کہ وہ اس پر جھپٹ پڑنے کی تیاری کر رہا ہے لیکن اس نے دروازے سے راہ داری میں چھلانگ لگا دی۔ عمران اس کے پیچھے جھپٹا روشی عمران کے پیچھے دوڑی۔

صحن میں پہنچ کر گوریلا ایک بار پھر عمران پر جھپٹ پڑا۔ عمران نے اس کا وار خالی دے کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا۔ صحن میں اندھیرا تھا۔ روشی کو صرف دھندلے دھندلے سے سائے نظر آرہے تھے۔ اچانک اسے اپنی ٹارچ یاد آئی بیگ سے ٹارچ نکال کر اس نے ان دونوں پر روشنی ڈالی۔

"آہا.... یہ کون عقلمند ہے۔" عمران بول پڑا۔

لیکن روشی کچھ نہ بولی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ آخر اس جدوجہد کا فیصلہ کیا ہوگا۔ اگر اس کے پاس اس کا ریوالور ہوتا تو وہ گوریلے پر بے دریغ فائر کر دیتی۔

ایک بار گوریلا عمران کو لے دوڑا پتہ نہیں حقیقتاً عمران کے پیر اکھڑ گئے تھے یا وہ کسی چکر میں تھا۔ گوریلا اسے ریلتا ہوا دیوار کی طرف لے جا رہا تھا۔

اچانک روشی چیخی "پولیس...." اور گوریلے کے پیر لڑکھڑا گئے تھے بس اتنی لغزش کافی تھی عمران اسے زمین سے اکھاڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ گوریلے کو سنبھلنے کی مہلت ہی نہ مل سکی۔

حالانکہ اس نے لنگڑ مارنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن عمران کہاں سنبھلنے دیتا تھا۔ پہلے زور میں اسے سینے تک اٹھایا اور دوسرے زور میں سر سے اونچا کر کے زمین پر پٹخ دیا۔ گوریلے کی چیخ سناٹے میں دور تک لہراتی چلی گئی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران اتنی دیر میں اس کے سینے پر سوار ہو چکا تھا۔ اس نے نقاب کے سوراخوں میں انگلیاں ٹھونستے ہوئے کہا۔

"چپ چاپ پڑے رہو۔ ورنہ تمہاری آنکھیں تو نہایت آسانی سے پھوڑی جا سکیں گی۔"

عمران نے اس کے چہرے پر بھی بلٹ پروف کی سختی محسوس کی گویا وہ سر سے پیر تک آہن پوش تھا۔ پھر عمران نے روشی کی مدد سے اسے بے نقاب کر دیا۔ مغلوب بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ اب شاید اس میں مقابلے کی سکت ہی نہیں رہی تھی۔

روشی کے لئے پہلا موقع تھا کہ ایک پورا کیس اس کی آنکھوں کے سامنے نپٹ گیا تھا۔ لیکن وہ حقائق سے بے خبر تھی۔ عمران نے ابھی تک اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔ عمران تین دن تک غائب رہا ایک بار بھی اس کی شکل فلیٹ میں دکھائی نہیں دی سب سے زیادہ الجھن روشی کو اس بات پر تھی کہ اتنے دھوم دھڑکے کا کیس اتنی خاموشی سے طے ہو گیا کہ کسی اخبار نے اس کے متعلق کوئی مبہم سی خبر بھی نہیں چھاپی تھی۔ وہ سوچتی آخر وہ سوٹ کیس اور انگشتری کیسی تھی۔ عمران کے قول کے مطابق بھاگ دوڑ اسی وقت شروع ہوئی تھی جب انگشتری منظر عام پر آئی تھی۔

چوتھے دن عمران اس حال میں فلیٹ میں داخل ہوا کہ شیو بڑھا ہوا تھا اور کریز غائب ہو جانے کی بناء پر پتلون پائجامہ معلوم ہو رہا تھا۔

وہ کرسی پر گر کر جوتے کا فیتہ کھولتا ہوا بولا۔ "روشی کیا ہوا تمہیں یہ تمہارے چہرے پر ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں۔ آہا میں سمجھا! شائد اس کیس کی الجھن نے تمہارا معدہ بھی خراب کر دیا ہے۔"

"تم کہاں تھے۔" روشی نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"میں جہاں تھا غلط تھا۔ میرا صحیح مصرف اب یہی ہو سکتا ہے کہ کسی قبر پر سجادہ نشین بن کر بیٹھ جاؤں۔"

"کیوں.... کیا ہوا؟"

"اگر وہ چوتھا آدمی نہ مل جاتا تو میں کہیں کا نہ رہتا کیونکہ وہ گوریلا مردود تو سچ مچ گوریلا ہی ثابت ہوا۔ اس نے ابھی تک زبان نہیں کھولی۔ حالانکہ اس کے خلاف کافی ثبوت اکٹھے ہو چکے ہیں۔"

"اس کیس کا سر پیر بھی ہے کہیں۔"

"یہ کیس.... اچھا تو سنو! پچھلے سال ایک حکومت کا ایک قاصد کچھ انتہائی اہم کاغذات لے کر یہاں آنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ دراصل اس ملک کے محکمہ سراغرسانی کا نامور آفیسر لیونادے گاسکر تھا۔ جو کاغذات وہ لا رہا تھا اگر کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگ جاتے تو کئی ملکوں کی تباہی لازمی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے بہرحال وہ قاصد پراسرار طور پر لاپتہ ہو گیا۔ اس کے ملک سے صرف اتنی ہی نشاندہی ہو سکی تھی کہ اس کی بعض اشیاء پر اژدھے کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور انگشتری بھی اژدھے کی شکل کی تھی۔ ظاہر ہے کہ جب ایسی چیزیں اچانک سامنے آئیں گی تو کیا ہوگا۔ تم جانتی ہی ہو کہ سوٹ کیس اور انگشتری کس طرح سامنے آئے۔ کیا یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ چیزیں دیدہ دانستہ سامنے لائی جا رہی ہیں۔ یہ چیز یقیناً چکرا دینے والی تھی۔ پھر جب تم نے فون پر اس لڑکی کا بیان دہرایا تو میرا نظریہ یکسر بدل گیا۔ مجھے سوچنا پڑا کہ ممکن ہے آرتھر اور اس کے ساتھی اصلی مجرموں کو بھی بلیک میل کرنے کی فکر میں رہے ہوں۔ یہی حقیقت بھی تھی۔ اصل مجرم جنہوں نے لیونادے گاسکر کو پکڑ کر قید کر رکھا ہے۔ گریشم اسٹریٹ کی اس بوڑھی عورت سے بھی تعلق رکھتے تھے جس کے متعلق میں نے تمہیں فون پر بتایا تھا۔ انہوں نے وہ سوٹ کیس۔ انگشتری اور ایک سگریٹ کیس بوڑھی کے یہاں امانتاً رکھوائے تھے۔ تم کہو گی کہ انہیں وہ چیزیں تلف ہی کر دینی چاہئے تھیں لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کیونکہ اس نے اسے محض تفریحاً تو پکڑا نہیں تھا۔ وہ اس فکر میں تھے کہ اسے اس کی تمام چیزوں اور کاغذات سمیت کسی دشمن ملک کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ ظاہر ہے اس کے لئے انہیں ایک لمبی رقم ملتی کسی طرح وہ تینوں چیزیں آرتھر اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گئیں اور انہوں نے ان مجرموں کو بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔ لیکن شاید مجرموں نے اس کا نوٹس ہی نہیں لیا۔ لہٰذا انہوں نے انہیں خوفزدہ کرنے کے لئے نت نئی چالیں چلیں۔ سوٹ کیس شارع عام پر پایا گیا اور اس میں ایک نوزائیدہ بچے کی لاش تھی۔ مقصد صرف یہی تھا کہ لاش کے وسیلے سے اس سوٹ کیس کی شہرت ہو جائے اور مجرم خوف زدہ ہو کر ان کے مطالبات پورے کرنے لگیں۔ وہ بلیک

میلر یہ بھی جانتے تھے کہ محکمہ سراغرسانی حرکت میں آگیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے سینٹ لارنس کالونی کی عمارت ڈیکن لاج میں جولیا کو یہی سمجھ کر قید کر دیا تھا کہ اس کا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے۔ وہ نہ تو اسے قید رکھنا چاہتے تھے اور نہ قتل کرنا چاہتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ محکمہ سراغرسانی اپنی جدوجہد تیز کر دے۔ لیکن دوسری طرف مجرم بھی کم نہیں تھے۔ انہوں نے آرتھر کا سر کاٹ کر میری کار میں ڈال دیا اور اس کے تین ساتھیوں کا بھی یہی حشر کیا۔ وہ بھی ان بلیک میلروں پر اپنی دھاک بٹھانا چاہتے تھے۔ مگر شائد انہیں ان کی تعداد کا صحیح علم نہیں تھا۔

میں ایک رات آرتھر کے مکان کی تلاشی لینے کی نیت سے وہاں گیا اور وہاں جو کچھ بھی ہوا تھا اس کی اطلاع میں نے تمہیں فون پر دی تھی۔ بہر حال وہاں مجھے ایک ایسا خط ملا جس نے گریشم اسٹریٹ کی تیرہویں عمارت تک رہنمائی کی اور پھر اس بوڑھی عورت سے ملنے کے بعد میں نے اندازہ لگایا کہ وہ عمارت مجرموں کا اڈہ ہے۔ بوڑھی پر میں نے ظاہر کیا کہ میں بھی آرتھر کے گروہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس کے بعد میرا یہ شبہ یقین سے بدل گیا کہ مجرم اس عمارت سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے تھے۔ بہر حال وہ میرے پیچھے لگ گئے اور میں نے انہیں جال میں پھانسنے کے لئے وہی عمارت ڈیکن لاج استعمال کی جسے بلیک میلر استعمال کر چکے تھے۔ مجرموں کے گروہ کے دو آدمی میرا تعاقب کرتے ہوئے عمارت میں داخل ہوئے اور میں نے دونوں کی مرمت کر دی۔ ان میں سے ایک کو ایسے کمرے میں بند کیا جس سے وہ باآسانی فرار ہو سکے، یہی ہوا۔ اس نے وہاں سے فرار ہو کر گوریلے کو حالات سے مطلع کیا اور پھر وہ سب ڈیکن لاج پر چڑھ دوڑے۔ جولیا بیچاری یہ سمجھتی تھی کہ میں تنہا ہوں۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ میرے دوسرے ماتحت بھی اس کھیل میں شریک ہو گئے تھے۔"

"لیکن لیونادے گاسکر کا کیا ہوا۔ تم کہتے ہو، گوریلا نے زبان نہیں کھولی۔" روشی نے کہا۔

"آرتھر کا وہ ساتھی جو بچ گیا تھا اس سلسلے میں کار آمد ثابت ہوا۔ اسی سے تو یہ داستان معلوم ہوئی ہے۔ پچھلے دنوں سے میں اس کی تلاش میں بھٹکتا پھرا ہوں۔ اسے وہ جگہ معلوم تھی جہاں لیونا قید تھا۔ لیکن وہ لوگ تو صرف مجرموں کو بلیک میل کر کے ان سے لمبی لمبی رقومات اینٹھنا چاہتے تھے۔ خود لیونا ان کے لئے کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا۔"

"آرتھر اس بوڑھی عورت کو کیوں بلیک میل کر رہا تھا۔"

"یہ میں کسی کو بھی نہیں بتا سکتا۔ بس وہ اسے بلیک میل کر رہا تھا۔ مگر صرف اس لڑکی کے لئے۔ لڑکی بھی خاموشی سے برباد ہوتی رہی کیونکہ وہ مفلسی سے ڈرتی تھی وہ جانتی تھی کہ اگر جائیداد ہاتھ سے نکل گئی تو انہیں فاقے کرنے پڑیں گے۔ لیکن یہ قصہ اس لئے نہیں اٹھایا گیا تھا کہ وہ غیر قانونی لڑکا کسی موقع پر استعمال کیا جائے یہ تو محض اتفاق تھا کہ آرتھر سنسنی پھیلانے کے لئے اسی کو استعمال کر بیٹھا تھا۔ ورنہ جب لڑکی سے اس کے تعلقات ہوئے تھے اس وقت لیونا گاسکر کا قصہ اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔"

"ٹھہرو" روشی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اگر مجرموں نے آرتھر کا سر تمہاری کار میں ڈالا تھا تو وہ تمہیں پہچانتے بھی رہے ہوں گے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے اگر یہ بات ہوتی تو بعد کو میرے جال میں کیسے پھنس جاتے۔ جب کہ میں اس بوڑھی عورت سے میک اپ میں نہیں ملا تھا اگر انہوں نے مجھے اس دن عمارت میں دیکھ لیا ہوتا جب آرتھر کا سر کار میں ڈالا تھا تو وہ ہرگز میرے جال میں نہ پھنستے۔"

روشی کچھ سوچنے لگی اور عمران نے ستار اٹھالیا۔ لیکن روشی نے دوسرے ہی لمحے میں اسے چھین کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

﴿تمام شد﴾